رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۳ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے - ۱۹- جنوری سنہ ۱۹۱۲ء | نمبر ۳

گلدستۂ اخبار

کشمیر سے خبر آئی ہے کہ سونمرگ میں دو فٹ برف گری اور پنجاب اور سرحد کے اکثر پہاڑوں پر اکثر کم و بیش برف پڑی ہے۔

پنجاب کے دو ضلعوں یعنی گورداسپور اور لائلپور میں چند کاشتکاروں نے ملکر انتظام کیا ہے کہ انجن کے ذریعہ سے اناج کے دانے نکالے جاویں۔ یہ مشینیں بہت قیمتی ہیں پس اُمید ہے کہ اکثر کاشتکار اس کا استعمال کچھ عرصے میں شروع کریں گے۔

بہار کے لوگوں کی رائے ہے کہ بارہویں دسمبر خوشی کا روز سمجھا جاوے۔ اور ہر سال اس تاریخ پر سب جگہ تعطیل دی جاوے۔

جرمنی کے شہنشاہ کا ایک پوتہ پیدا ہوا ہے اور چونکہ یہ بڑے شہزادے کا بیٹا ہے۔ کل ملک میں اس کی خوشی ہورہی ہے۔

کلکتہ یونیورسٹی پریس میں آگ لگی۔ اور قریباً سب جلگیا عمارت میں ایک لاکھ سے زیادہ کا نقصان ہوا اور اس کے علاوہ چھاپے خانہ میں پچاس ہزار روپے کا نقصان ہوا۔

علی گڈھ کالج کے پرانے اور نئے طلبا لوگوں نے چالیس ہزار روپیہ کے قریب چندہ جمع کرکے سلطان روم کی نذر کو بھیجے ہیں۔ تاکہ یہ رقم سپاہیوں کی مدد میں صرف کی جاوے جو کہ اٹالین لوگوں سے لڑنے میں زخمی ہوئے ہیں

کلکتہ میں مسٹر ولیبو ولسن ہوائی جہاز پر سوار تھے اور ہوا کے زور سے اُن کا جہاز ایک ستون میں ٹکرایا۔ جہاز کو کسی قدر نقصان ہوا لیکن مسٹر ولسن کی جان بچگئی۔

ٹریپولی سے خبر آئی ہے کہ اٹالین لوگوں نے اب تاجورہ بندرگاہ تک قبضہ کرلیا ہے۔

گورنمنٹ نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا انعام مقرر کیا ہے کہ کوئی ایسے ہوائی جہاز ایجاد کرے جو جنگ کے کام کے لئے منظور ہوویں۔ اُن میں سب سے عمدہ جہاز والے کو انعام دیا جاوے گا۔

کراچی سے خبر آئی ہے کہ شکارپور میں ایسی آگ لگی کہ قریباً پچاس لاکھ کا نقصان ہوا اور قریباً پانچسو گھر جلگئے۔

گورکھپور کے قریب ایک کمسمہ ٹرین کو بلیسٹ ٹرین سے ٹکر لگی۔ جس سے دو قلی مرگئے۔ اور لائن کئی گھنٹے تک بند ہوگئی۔ لیکن اب سب صاف ہوگئی ہے۔

لارڈ رابرٹس صاحب جو کہ انگلستان کی فوج کے سب سے بڑے افسر ہیں کہتے ہیں کہ اکثر جنگی سامان میں انگلستان اور قوموں سے پچھڑی ہوئی ہے (یعنی پیچھے رہ گئی ہے) مثلاً رئیفل جرمنی اور فرانس کی بہتر ہیں۔ توپ خانے ٹھیک نہیں ہیں اور ہوائی جہازوں میں قریباً کل یورپ انگلستان سے سبقت لیگیا ہے۔

علی گڈھ کے ضلع میں گزرے سال گنا بنام سرتھا کے بویا گیا تھا جو کہ معمولی گنوں سے بہت بہتر پایا گیا۔ پس امید ہے کہ یہ گنے امسال اور ضلعوں میں بھی کثرت سے بوئے جاوینگے۔

انگلستان میں ایک فوجی ہوائی جہاز کی آزمائش ہوئی ہے۔ جو کہ فی گھنٹہ ۷۰ میل جاتا ہے۔ اور اُس کے انجن سے آواز نہیں نکلتی ہے۔

مہاراجہ صاحب بہادر جموں اور کشمیر کو بادشاہ سلامت نے جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا۔ اور ان کے وزیر دیوان امرناتھ کو سی آئی ای کا خطاب عطا ہوا ہے۔

بانکی پور میں ایک ہائی کورٹ قائم کی جائیگی۔

اخبار کی بہار

بنگال گورنمنٹ نے اپنے سررشتے آفس میں بادشاہ سلامت کی تصویر اُردو رنگ میں چھپوائی ہے۔ جو کہ ہر ایک گاؤں میں تقسیم کیجاویگی۔

برہما میں ایک انگریز نے ۳۰۰۰ روپے کے کھلونے لڑکوں کو تقسیم کئے۔ یہ تاجپوشی کے موقعہ پر ہوا۔

دہلی دربار میں ریورنڈ آئر رجس نے سنڈے سکول کے لئے بڑا انتظام کیا اور بادشاہ سلامت کے روبرو ایک ڈیپوٹیشن بھی پیش کیا تھا۔ اور ریل کے کرایہ میں بھی انہیں کی کوشش سے سنڈے سکول کے کارگزاروں کے لئے رعایت کرائی تھی کہ لوگ ایک طرف کا کرایہ دیکر دہلی تک آئے اور اپنی اپنی جگہ کو واپس گئے۔ اور اُن کے کیمپ کا بھی انتظام ہزاری باغ میں بہت قابل تعریف رہا تھا

افریقیہ اور نیاسالینڈ کی مشنری سوسائٹیاں آجکل گورنمنٹ کو درخواست کر رہی ہیں کہ افریقہ کی سلیپنگ (یعنی سونے کی ایسی بیماری جس میں سونے لگتے ہیں اور کچھ عرصہ میں سوتے سوتے مرجاتے ہیں) کی نسبت جلد تحقیقات کریں۔ اور اگر یہ ثابت ہوجاوے کہ جنگلی جانور مثلاً گینڈا اور دریائی گھوڑے وغیرہ کی وجہ سے یہ بیماری افریقہ میں ہے تو ان جانوروں کو مارنے میں گورنمنٹ کوئی رکاوٹ نہ کرے بلکہ عام اجازت دیوے کہ سرکاری لوگ ان کو نیست و نابود کردیں۔

ایک جنگی جہاز ایسا تیار ہوا ہے کہ کچھ عرصہ تک پانی کے نیچے نیچے چل سکتا ہے۔ اور اس میں ایسی توپیں بھی لگی ہوئی ہیں کہ فی منٹ کئی سو گولے چلا سکیں۔

برلن کے میونسپل غریب خانہ میں قریباً ایک سو محتاج زہر کھا کے بیمار ہوگئے۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ کیسا زہر تھا۔ اور کس نے انہیں کھلایا؟

دہلی دربار کے بعد جیسے ہی بادشاہ سلامت کا تخت خالی ہوا۔ تب بہت سے لوگ اس کی طرف بڑھے اور اکثروں نے پایۂ تخت کی سیڑھیوں کو چھوکر سلام کیا اور ہر ایک نے وہاں متھا بھی ٹیکا اور بطور سجدہ کے اس خالی تخت کے آگے جھکے۔ اکثروں کا خیال ہے کہ اُس جگہ کو متبرک رکھا جاوے اور اُس جگہ کو یا تو سنگ مرمر کا بنایا جاوے یا اُس جگہ بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ کی مورتیں بنائی جاویں۔ کیونکہ اُمید ہے کہ اس موقعہ کے اردگرد دہلی کا نیا شہر بسیگا۔

نوکنگ (چین) سے تار آیا ہے کہ چین میں جمہوری سلطنت مثل فرانس اور یونائٹڈ (امریکہ) کے قائم ہوگئی۔ اور ڈاکٹر سینٹ سین جو کہ دلوں کے سرگروہ تھے پریسیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔

برلن کے محتاج خانے میں اب تک ۱۴۰ لوگ بیمار ہوچکے ہیں۔ اور (۷۰) مرے ہیں۔

امسال گیہوں کی فصل مثل سال گذشتہ اڑہائی کروڑ ایکڑ ہے۔ اور امید ہے کہ اناج اگر سستا نہیں تو مہنگا بھی نہیں ہوویگا۔ السی کی کاشت میں امسال ۱۲ فی صدی بیشی ہے لیکن اس کی ایسی ضرورت ہے کہ جس قدر پیدا ہوویگی دیگر ملک والے خریدیں گے اور امریکہ کا اس معاملہ میں مقابلہ چل رہا ہے۔

الہ آباد کے پریسبٹیرین کوڑہی خانہ میں جو کہ ۵۰ برس سے جمنا کے کنارے قائم ہے۔ تیسویں کو بڑے دن کی ضیافت دی گئی اور ۲۱۷ کوڑہیوں کو کپڑے وغیرہ تقسیم ہوئے۔

ہانکو (چین) میں اب تک لڑائی جاری ہے۔ اور باغی لوگ بادشاہی فوجوں سے اس جگہ پیش نہیں پاتے۔ بادشاہ کی والدہ نے تیس لاکھ ٹوئیل دیئے ہیں۔ یوں شی کر لڑائی جاری رکھیں۔

جاپان میں جس روز کسی لڑکی کی شادی ہونیوالی ہوتی ہے تو اُس روز صبح کے وقت اُس کی والدہ اپنی بیٹی کو حسب ذیل نصیحتیں کرتی ہے۔ ہندوستان میں بھی اس قسم کی ہدایت پر عمل ہونا چاہیے۔

(۱) جس وقت بیاہ ہوچکا۔ اس کے بعد تم میری بیٹی نہیں رہوگی۔ اس لئے تمہیں اپنی ساس و خسر کے فرمان کی اسی طرح تعمیل کرنی واجب ہے جس طرح اپنے والدین کی کرتی رہی ہے۔

(۲) ہمیشہ اپنی ساس کا ادب کرو اور اخلاق سے پیش آؤ۔

(۳) کبھی حسد مت کرنا۔ اس سے تمہارے شوہر کی محبت گھٹ جائیگی۔

(۴) گو تمہارا شوہر غلطی پر کیوں نہ ہو۔ مگر تم خفا مت ہونا صبر سے کام کرنا۔ اور جب اُس کا مزاج درست ہوجاوے تو نرمی سے بات کرو۔

(۵) علی الصباح اُٹھو۔ اور رات کو سب کے بعد سوؤ دوپہر کو مت سونا۔ شراب مت پینا اور جب تک پچاس برس کی نہ ہوجاؤ عام جلسوں میں مت جاؤ۔

(۶) فال گو سے فال مت نکلواؤ۔

(۷) گھربار کا انتظام ہوشیاری اور کفایت سے کرو۔

(۸) نوجوانوں کی صحبت میں حتی الامکان کم جاؤ۔ گو تمہاری شادی عالم شباب میں ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔

(۹) خوشرنگ اور فوق البھڑک لباس مت پہنو۔ ہمیشہ صاف اور صوفیانہ کپڑا استعمال کرو۔

(۱۰) اپنے والدین کے بلند مرتبہ اور تمول پر فخر مت کرو۔ اگر وہ دولتمند ہے تو اپنے خاوند کے رشتہ داروں کے سامنے اُنکی دولت کا ذکر نہ کرو جاپان میں یہ دستور صدیوں سے چلا آتا ہے

کنیڈا کی گورنمنٹ نے اجازت دی ہے کہ قریباً چار ہزار ہندوستانی لوگ جو مغربی کنیڈا میں بسے ہیں اپنے بیوی اور بچے بھی اپنے پاس بلائیں۔

نور افشاں

لودیانہ جمعہ - ۱۹ - جنوری ۱۹۱۲ء

فہرست مضامین

ایڈیٹوریل نوٹس

ایثار نفسی

نمبر ۱۴

عبادت آلہی:- اس کے تین بڑے بڑے طریق ہیں جن سے یہ کام انجام کو پہونچتا ہے۔ اوّل یاد آلہی یا عشق آلہی جس کے معنے یہ ہیں کہ اپنے معبود کو تمام دنیا کی چیزوں سے زیادہ پیار کرنا۔ تن من اور دھن سے زیادہ اُس کو چاہنا اور سردم اپنا دل اُس کی یاد سے خالی نہ کرنا بلکہ اُس کے عشق میں محو ہو کر دنیا کو ہیچ در پوچ سمجھنا۔ دوئم اطاعت احکام آلہی۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ عملی زندگی خالق مطلق کے احکام کے زیر تابع اور مطیع ہو کر صرف اپنے یکطرفہ دل سے اپنے معبود کی خوشی و رضا کے مطابق اپنی زندگی کو بنانا اور اس کے امر و نہی کو کامل طور سے پورا کرنے کی سعی و کوشش میں رہنا غرضیکہ اپنی زندگی کا اعلےٰ فرض اپنے خالق کی خوشنودی سمجھ کر اس کی تابعداری کو افضل سمجھنا اور اُس کے خلاف کوئی امر و فعل نہ کرنا اس عمل میں داخل ہے۔ سوئم۔ خدمت۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی ماندہ زندگی کو اُس کی راہ میں خرچ کرنا یعنے رفاہ عام کاموں اور ہمدردی اور دوسروں کی بھلائی اور بہبودی میں اپنے یوم الحیات کو صرف کرنا۔ بس ان ہی باتوں میں اصل عبادت کا حق پورا ہوتا ہے اور یہ تمام باتیں اس عامل باعمل خدا مجسم المسیح نے اپنی زندگی کے ساڑھے تینتیس برسوں میں کر کے جہان کو دکھلائیں اور ایک قابل تقلید نمونہ دنیا کے روبرو رکھا تاکہ ایماندار اس کے مطابق عمل کریں اور مقبول ہوں۔ انجیل مقدس کے پڑھنے سے یہ تمام باتیں بخوبی روشن ہو جاتی ہیں اور خداوند یسوع مسیح کی روشن زندگی بخوبی روشن طور سے اُن کا اظہار کرتی ہے۔ کیونکہ وہ نجات دہندہ سب کچھ کامل کرنے کے لئے آیا اور اُس نے تمام قسم کی نیکیوں اور شریعت کی بڑی سے بڑی اور دقیق سے دقیق مشکل نیکیوں کو جن کی تعمیل بنی انسان پر فرض تھی انسان کا عوضی ہو کر پورا کر گیا اور اب نجات دینے کے لئے تیار اور موجود رہتا ہے۔

ہمعصر مسلمان مطبوعہ ۶ جنوری ۱۹۱۲ء میں پادری جوالا سنگھ صاحب ساکن بریلی کا مضمون معہ جواب کے شائع ہوا ہے جو ایک سوال کا جواب تھا جو پادری صاحب سے کیا گیا تھا اُس کا مضمون کا ہیڈنگ "حقیقت مسیح" ہے پادری صاحب نے عالمانہ اور منطقی دلایل سے جواب دیا ہے۔ اور آخر کو مولوی صاحب کو اور دیگر عالمان اہل اسلام کو زبردست چیلنج دیا ہے۔ کہ وہ اپنے تمام زور سے بدلایل پادری صاحب کے اعتراض کو حل کریں۔ جو ذیل میں ہے۔

"پس چیلنج یہ ہے کہ چاہئے مولوی فاضل صاحب تنہا یا بمعہ دیگر علمائے محمدی مذہب ہر سہ اصول فلسفہ ادبی کی جن پر ابن اللہ جزو مسیح کا واجب الوجود ہونا اور شرعی باری تعالےٰ ہونا ثابت ہے تردید کریں یا ثابت کریں کہ ازروئے دین اسلام واجب بالذات واحد حقیقی شان الوہیت سے متصف ہے یعنے کہ واحد حقیقی باری تعالےٰ عالم و خالق کائینات اور جمیع صفات کمالیہ سے موصوف بالفعل ہے۔ اور استحالہ ترکیب و محل حوادث ہونے سے مبرا ہے۔ ورنہ ثابت ہوگا کہ دین اسلام یعنے محمدی مذہب جس کو مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب حق سمجھتے ہیں باطل ہے اور دین عیسوی جسے ناحق سمجھ کر رد کرتے ہیں حق ہے۔ ؎

کرے گا ایک اور سے گوارا
کہاں جاتا ہے اب مشفق ہمارا"

زیادہ سلام۔ راقم آپ کا دوست جوالا سنگھ بریلوی۔

ہمارے پادری صاحب نے اب مسلمانوں کو اچھی جگہ سے پکڑا ہے اگر وہ انصاف سے سچائی کو سمجھیں تو اُمید ہے کہ حق بینی سے راہ راست تک پہونچیں۔ اور ہم دل سے چاہتے ہیں کہ ہمارے پیارے مسلمان بھائی صاحبان

اچھی طرح سے تحقیق کے ساتھ حق کو نکال لیں کیونکہ جب تک راہ حق صاف طور سے معلوم نہ کیا جاوے تو کیونکر نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا ہدایت کرے۔

ہمعصر بدر قادیان نے مطبوعہ ۴ جنوری ۱۹۱۲ء میں "مسیح ہند میں" عنوان ذیل کا نوٹ درج کیا ہے کہ "بھارت ایک نیا اخبار ہے جو کہ جالندھر شہر سے نکلتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر محنت سے دلچسپ مضامین درج کرنے کی کوشش کرتے ہیں نمبر ۲ میں انہوں نے ایک مضمون میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح ہندوستان میں آئے تھے اور انہوں کرشن کی تعلیم سے فائدہ اٹھایا۔ اس پر انہوں نے یورپین محققین کی سندات بھی پیش کی ہیں۔ یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ ایسا ہوا ہو۔ کرشن بھی خدا تعالےٰ کے ایک نبی تھے اور انبیاء دیگر انبیاء کے کلام سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ حال میں امریکہ میں ایک نئی انجیل بنام ایکورین گاسپل شائع ہوئی ہے۔ اس میں بھی لکھا ہے کہ مسیح ہندوستان اور دیگر ممالک میں ایک موقعہ پر پھرتے رہے۔ بابا نانک صاحب کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام بھی ایک بڑے سیاح تھے"۔

ایڈیٹر بھارت کو ہم کیا کہیں اور ایڈیٹر بدر قادیان کو کیا جواب دیں؟ جو عقل اور دانائی سے تجاوز کر کے سچائی سے کوسوں دور پڑے ہیں۔ کہاں مسیح کا زمانہ اور کہاں اب ۱۹۱۲ سال کے گذرتے ہوئے صدیوں کے گذشتہ معاملات میں اپنی عقل کی روشنی سے ایسی ترمیم کرنے کی جرات کرتے ہیں اور ناحق کی اٹکل پچو باتیں بنا کر اپنے اخبارات کے سفید کالموں کو سیاہ کرتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب قادیان کو در حقیقت مگر انکو اتنا تو اپنی قلم سے لکھنا پڑا کہ "ایڈیٹر محنت سے دلچسپ مضامین درج کرنے کی کوشش کرتے ہیں" ہم زور سے کہتے ہیں کہ ایسے مضامین میں سوائے جھوٹی دلچسپی کے ذرہ بھی حقیقت نہیں ہے۔ اور یہ باتیں محض بناوٹی اور افترا ہیں۔ جن کی کچھ بنا نہیں ہے۔ ایڈیٹر صاحب کرشن کو نبی کیوں نہ مانیں کیونکہ احمدی مشن کے بانی مبانی خود بھی تو کرشن کا اوتار بنے تھے۔ افسوس ایسی لغو باتیں گھڑنے والوں پر خدا کی الہامی باتوں میں اپنی خواہش کے مطابق ملاونی کر کے دنیا کو گمراہ کرنیکا موجب ٹھہرتے ہیں وہ کیسی سزا کے لائق ٹھہرینگے۔ احمدی نبی نے تو صرف مسیح کو کشمیر ہی میں تبلایا تھا۔ اب بھارت کے ایڈیٹر کو تو اور بڑھکر الہام ہوا ہے۔ کہ جس نے خود مسیح کا ہند میں آنا ہی ثابت کیا ہے۔ اب احمدی صاحبان کے لئے یہ کہنا تو آسان ہوگا کہ مسیح قادیان میں بھی آیا تھا۔

ہمعصر بدر قادیان نے کچھ عرصہ سے اپنی عنان توجہ خاصکر دین عیسوی کی طرف لگا رکھی ہے۔ اور طرح طرح سے دین عیسوی اور خداوند یسوع مسیح کے حق میں نئی سے نئی قسم کی باتیں بنا کر ہنسی اور تمسخر اڑا رہا ہے اور جب ہم نے تھوڑا سا ان باتوں کا نوٹس لینا شروع کیا اور حق کی راہ سے کچھ جواب دینا شروع کیا تو اب اپنے اخبار مورخہ ۴ جنوری ۱۹۱۲ء کے ۱۴ صفحے پر ذیل کی عبارت لکھتے ہیں۔

"ہمعصر نور افشاں بدر کے مضامین کو یسوع کے حق میں گندے اور سخت تبلاتا ہے۔ مگر اُسے یاد نہیں کہ وہ ہمارے سردار فخر عالم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کس قدر گندہ وبالی کیا کرتا ہے۔ کاش نور افشاں اپنی آنکھ کے شہتیر کو دیکھتا اور ناپاک مضامین لکھکر مسلمانوں کے جذبات کو جوش میں لانے کی کوشش نہ کرتا۔ ہم تو جو کچھ لکھتے ہیں "یورپ کے عیسوی محققین کی عبارتوں کی نقل ہوتی ہے۔ اور آپ تو ناپ شناپ ہمارے پیارے رسول کے حق میں بکواس کرتے رہتے ہیں بے شرم کرو"۔

اس کے جواب میں ہم صرف ایڈیٹر صاحب کی توجہ اپنی کے اخبار کے گذشتہ نمبروں کی طرف دلاتے ہیں۔ جو ان کی قلم سے لکھے جاکر اُن کے مطبع میں شائع ہو چکے ہیں۔ وہ خود اُس کا ملاحظہ فرما کر دیکھیں کہ انہوں نے کیسے کیسے بے شرمی اور بے عزتی کے کلمات ہمارے خداوند یسوع مسیح کی شان مبارک میں لکھے ہیں۔ پنجابی مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ اور ہمارا اخبار بھی ہمیشہ آپ کے دفتر میں پہونچتا ہے جو کچھ ہم نے تحریر کیا ہے وہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ ذرا تکلیف گوارا کر کے وہ تمام فقرات جو ہم نے گذشتہ سال میں آنحضرت محمد صاحب کے بارے میں تحریر کئے ہیں نقل کر دیجئے اور تب اس کے بعد ہم اس کا جواب بمعہ ایک لمبی چوڑی بہت سی فہرست کہ ان تمام خرافات کی نقل درج اخبار کرینگے جو بدر اور ریویو آف ریلیجنز اور دیگر قادیان کے اخبارات میں سال بھر شائع ہوتے رہے تھے۔ پہلے فیصلہ ہوا اور تب پبلک خود فیصلہ کریگی کہ حق بجانب کون ہے۔ پر باتوں کے جمع خرچ سے کیا بنتا ہے؟

ریویو

"ملاپ"۔ اس نام کا ایک نیا اخبار شہر لائلپور سے نکلنا شروع ہوا ہے جس کا اول نمبر ہمارے پاس بغرض ریویو پہنچا ہے۔ یہ نام سچ مچ بڑا پیارا ہے۔ اس کی ضرورت ہمارے ملک کو از حد ہے۔ ملاپ سے تمام برکتیں اور نعمتیں حاصل ہو سکتی ہیں اور اس کے برعکس جدائی اور نفاق سے تمام قسم کی بربادی اور تباہیوں کا سامنا پڑتا ہے۔ جبکہ ہمارے ملک میں مختلف مذاہب اور دیگر ذات اور مذہبی رسموں اور رواجوں اور قسم قسم کی دوسری جدائیوں کے سبب سے نفاق کا بیج بویا گیا تھا اور اب اس کا درخت اتنا بڑا ہو گیا کہ اس کا کڑوا پھل بھی ظاہر ہونے لگا۔ پر نہایت ضروری ہے کہ اس کا علاج ہو۔ اگر ایسے وقت میں یہ اخبار اسم بامسمی ہو کر جا بجا اپنا فرض اپنے اقرار کے مطابق سمجھکر ادا کرے تو بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ پر اگر دوسرے متعصب اخبارات کی طرح وہ بھی اسی طرز پر چلنے لگے تو بالکل فضول ثابت ہوگا۔ اگرچہ اس پرچہ کے مضامین عمدہ ہیں۔ مگر ایسے پرجوش نہیں ہیں جیسا کہ اس مضمون کے متعلق ہونے چاہئیں۔ پر ہم اسے اس خدمت کیلئے شائع ہوئے دیکھکر خیر مقدم کرتے ہیں اور

دینی سوال وجواب

اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ:۔ اگرچہ سرحد شام کے بہت سے عیسائی اسلام کے دشمن تھے اور اُن کی دشمنی کا یہ عالم تھا کہ اُنہوں نے مسلمانوں پر ناگفتہ بہ سختیاں کرکے خود لڑائی کی بنیاد ڈالی تھی۔

اقول۔ اڈیٹر صاحب کو مناسب تھا کہ کوئی واقعات لکھکر بتاتے کہ کون سے جنگ اِن مسیحیوں نے ناحق مسلمانوں کے ساتھ کئے تھے تو پتہ لگ جاتا لیکن صرف ایسی بات لکھدینے میں کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ عیسائیوں نے درحقیقت کوئی جنگ اسلام کے برخلاف نہیں کئے۔ پر مجبوراً اپنے بچاؤ کے کئے۔ اور وہ بھی شاذونادر صرف اپنے بچاؤ کے لئے۔

قولہ:۔ تاہم ان میں بھی بعض شریف اشخاص تھے۔ جنکا ذکر کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

اقول۔ شکر ہو کہ اڈیٹر صاحب کی قلم سے عیسائیوں کی نسبت ایسے کلمات نکلے۔

قولہ۔ اگر مسیحیوں اور دیگر مخالفین اسلام کو انصاف سے حصہ ملا ہے تو اب اُن لوگوں کے لئے غور کا مقام ہے۔ جو اندھا دھند آنحضرت صلعم کی متاہل زندگی پر اعتراض کیا کرتے ہیں اور جہلی شرارت سے معاذاللہ حضور کے چال چلن پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

اقول۔ اڈیٹر صاحب ابوسفیان کی بیٹی کا واقعہ بیان کرکے کہ اُس نے اپنے باپ کو حضرت محمد صاحب کے بیٹھنے کی چٹائی پر نہ بیٹھنے دیا اور اسکو اسلام کی دعوت دی اور بت پرستی کی طرف سے غیرت دلائی وغیرہ وغیرہ واقعہ لکھکر مندرجہ بالا فقرے لکھتے ہیں۔

باقی دارد۔

اقتباس

ایماندار کی موت

موت ایماندار کے لئے مسیح کے حکم سے آتی ہے۔ جب وہ اُس کو اپنے پاس بلانا چاہتا ہے۔ اگرچہ موت کا پیغام لانے والا ڈراونا اور خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ مگر اُس کا پیغام پسندیدہ ہے۔ یہ موت اُس ایماندار کو آزاد کرنے آتی ہے۔ اگرچہ وہ موت کی ضرب سخت معلوم ہوتی ہے اور بدن کی زنجیر میں ٹوٹنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایماندار کو اُس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اپنی خلاصی سمجھتا ہے۔ اور موت کی گھاٹیوں کے درمیان وہ بے خوف اور شاد ہوکر پُرامن اور بیخوف چلا جاتا ہے۔ دنیاداروں کے لئے موت کا وقت نامراد اور خوفناک سا معلوم ہوتا ہے پر ایماندار کے لئے وہ اصل آرام پانیکا وقت ہے جس کی خوشی صرف ایماندار ہی جانتا ہے۔ ڈاکٹر کروڈ۔

---

۳ دسمبر کو کلکتہ یونیورسٹی کا پریس آتشزدگی کی وجہ سے بالکل تباہ ہوگیا۔ جس سے یونیورسٹی کے چند بیش قیمت قلمی مسودے ضایع ہوگئے۔ یونیورسٹی کے نقصان کا اندازہ پچاس ہزار روپیہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک لاکھ روپیہ کی مالیت کا مکان جو بابو نوبن چندر ٹرل وکیل ہائیکورٹ کی ملکیت یونیورسٹی کے پاس کرایہ پر تھا۔ ضایع ہوگیا۔

افسوس ہو کہ نواب صاحب ڈہاکہ سخت بیمار ہیں اور علالت کیوجہ سے ان تمام خطوط اور تاروں کا جواب دینے سے معذور ہیں جو آپکے پاس بغرض مزاج پرسی آئے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اخبار سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

مفید کہانی

بچوں کے لئے

نمبر ۲

ایک چھوٹا لڑکا فرنیک نام ایک گاؤں کا رہنیوالا جنگل میں کچھ پھل جمع کر رہا تھا اور جب وہ گھر کی طرف جانے لگا تو اچانک مینہہ کا طوفان آگیا جس کے ساتھ بجلی اور کڑک بھی شروع ہوگئی۔ وہ لڑکا ڈر گیا اور خوف کھاکر ایک شاہ بلوط کے کھوکھلے درخت میں جا گھسا جو راہ کے کنارے لگا ہوا تھا۔ پر اُس کو معلوم نہ تھا کہ پُرانے بڑے درختوں پر بجلی گرا کرتی ہو۔ اُس نے فوراً ایک آواز سُنی جو اُس کا نام لیکر پکارتی تھی کہ او فرنیک جلد باہر آجاؤ۔ اور وہ فوراً اُس کھوکھلے درخت میں سے نکل آیا۔ پر پلک جھپکنے کے ساتھ بجلی اُس درخت پر گری اور اُس کو جلا ڈالا۔ اور وہ لڑکا خوف زدہ ہوکر کھڑا رہ گیا۔ اُس کے اردگرد کی زمین کانپ گئی۔ اور وہ گویا آگ کے درمیان کھڑا تھا لیکن اُسکو کوئی نقصان نہ پہونچا اُس نے آسمان کی طرف نگاہ کرکے دعا مانگی اور خیال کیا کہ وہ آواز جو اُسنے سنی آسمانی تھی لیکن پھر اُسوقت وہی آواز پھر سنائی دی اور جب اُس نے معلوم کیا کہ وہ ایک دہقانی عورت کی آواز ہے تب وہ اُسکی طرف گیا اور اُس سے پوچھنے لگا کہ آپ مجھکو کیوں بلاتی ہو تو اُس عورت نے جواب دیا کہ میں تم کو نہیں بلاتی پر اپنے چھوٹے لڑکے فرنیک کو بلاتی ہوں جو سامنے بیٹھا نہیں چرانا ہے جو اس طوفان میں کہیں چھپ گیا ہوگا دیکھو وہ جھاڑیوں میں سے آتا ہے۔ تب گاؤں کے اُس لڑکے فرنیک نے اپنا تمام ماجرا سنایا جسکو سنکر اُس عورت نے کہا اے بچے بیشک آواز تو مجھ غریب کے منہہ سے نکلی لیکن خدا نے یہ سبب بنایا کہ میں تیرے جانے کے فرنیک نام سے زور سے چلاؤں اور تیری جان بچائی جاوے اگرچہ فرنیک میرا لڑکا بھی تھا یہ خدا ہی ہے جسنے تجھکو بچایا اس پر فرنیک نے کہا کہ بیشک

مراسلات

تعلیم الواعظین

گزشتہ سے پیوستہ

اور اس میں یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ واعظ عبادت میں کسی طرح کی غفلت نہ کرے تاکہ اُس سے لوگ ٹھوکر نہ کھائیں جب وہ خود غفلت کریگا تو اُسے دیکھ کر عبادت کا مطلب و لطف گرویدہ لوگوں کے دلوں سے جاتا رہیگا (۳) نیک چال چلن کی صفت بھی واعظ میں ہونی چاہئے۔ یہ سب صفات کا تاج ہے۔ اس میں ہی واعظوں کی آزمائش کی جاتی۔ چاہئیے کہ واعظ کا چال چلن اُس کے وعظ کے باتوں کی نسبت ایسا موزوں ہو جیسا کہ کوئی عمدہ باجہ کسی گیت کی نسبت جو گایا جاتا ہے۔ موزوں ہونے سے اُس کے لطف کو بڑھا دیتا ہے۔ پس اگر واعظ کا کلام اور چال چلن درست اور متفق ہوں تو تب واعظ کا کام بہت عمدگی سے چلکر نیک انجام کو پہونچیگا۔ لیکن بغیر اس کے وہ ایسا وعظ تو سنا سکتا ہے۔ جو سننے میں عمدہ معلوم ہو۔ اور سننے والوں کا شمار بھی شاید بڑھ جائے لیکن نیک چال چلن کے بغیر سچا روحانی پھل کبھی حاصل نہ ہوگا چنانچہ رسول تمتھیس کو فرماتا ہے ۱ تمتھیس ۳: ۹۔ اور ایمان کے بھید کو پاک دل میں حفاظت سے رکھیں۔ یعنے ایک صاف تمیز کو رکھے۔ کیونکہ اس کے بغیر سچی روحانی دلیری و گواہی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خطرہ ہے کہ ایمان کی جہاز شکنی ہو۔ اس لئے یہ بات سب سے زیادہ حفظ کر لینی چاہئے کہ واعظ کے دل پر کسی چھپے گناہ کا بوجھ نہ لدا ہو۔ کیونکہ گناہ وہ پوشیدہ کیڑا ہے جو درخت کی جڑ کو کھا جاتا ہے اور واعظ کو ظاہری گناہ سے بھی ہوشیار رہنا چاہئے کیونکہ وعظ کے سننے والوں میں سے بہت لوگ ہر وقت تیار رہتے ہیں کہ واعظ کی کمزوریوں کو اپنے ننگے پن کے لئے پوشاک یا پردہ ٹھہرائیں۔ باقی آئندہ

پادری ٹامس ہاول بشیر از لاہور

میاں بیوی کا دینی مناظرہ

باب چوتھا

بیوی (میٹنگ سے واپس آکر) میرے عزیز میں بہت خوش ہوں کہ آپ ابھی تک میرے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ آپ اتنی دیر تک میرے لئے جاگتے رہے۔

میاں:- میں نہیں جانتا کہ میں خاصکر تمہارے ہی لئے جاگتا رہا لیکن کیا تم خیال کرتی ہو کہ میری بیوی ان مقدسوں کی میٹنگ میں گئی ہوئی ہو اور میں آرام سے سو جاؤں۔

بیوی۔ میں کیا ہی چاہتی تھی کہ آپ بھی میرے ساتھ اس میٹنگ میں ہوتے۔ میں نے ایسی وعظ ابھی تک نہیں سنی۔ یہ گویا شروع سے آخر تک بائبل ہی بائبل تھا۔ گیت ایک آسمانی سرود معلوم دیتا تھا۔ لیکن میں معلوم کرتی ہوں کہ آپ لفظ مقدس طنزاً استعمال کرتے ہیں۔ ٹھیک جیسے اُس واعظ نے آج وعظ میں کہا ہم لوگ یا تو مقدس ہیں یا گنہگار۔ مجھے تو ماننا پڑتا ہے کہ اگرچہ کئی سالوں سے میں میتھوڈسٹ کلیسیا کی ممبر ہوں مگر ابھی تک میں گنہگار ہی ہوں۔ لیکن خدا سے میری دعا ہے کہ وہ دن جلد آوے جب وہ مجھے مقدس بنائیگا۔

میاں:- میں پھر کہتا ہوں دنیا میں کوئی مقدس ہو ہی نہیں۔ میں فضل سے بچ گیا ہوں۔ مگر گنہگار اور اس زندگی میں ہم اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔

بیوی۔ اگر گنہگار فضل سے بچ جاتا ہے تو کیا پھر بھی وہ گنہگار رہتا ہے۔ گنہگار کو بچانے کا مطلب ہے۔ کہ اُسے گناہ سے بچایا جائے۔ کیا شرابی کو بچانے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اُسے شراب کی علت سے بچایا جائے؟ اگر وہ شراب پینا نہ چھوڑے تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ شراب کی علت سے چھوٹ گیا ہے؟ یا شراب سے بچ گیا ہے؟ ہر ایک آدمی پہلے گنہگار ہوتا ہے لیکن جب فضل کے سبب بچ جاتے ہیں تو وہ گنہگار نہیں رہتے بلکہ کیا؟ مقدس ہیں۔ جب گنہگاری بچ جاتا ہے۔ تو وہ سچا مسیحی یا مقدس بنجاتا ہے۔ کاش کہ آپ آج کا وعظ سنتے

میاں:- میں نے تم کو بول جو دیا ہے کہ میں اُن کی وعظ سننا نہیں مانگتا اور نہیں سنونگا۔ اُس نے شاید پاک ہونے پر بھی کچھ درس دیا جاتا ہے۔

بیوی۔ اُس نے افسیوں ۲: ۸ پر وعظ کیا تھا۔ تم کو ایمان کے وسیلے فضل ہی سے نجات ملی ہے۔ اُس نے اور بھی بہت سی آیتیں پڑھیں۔ اور اُس نے بہت سی آیتیں چھاپ بھی کیں۔ جو کہ اُس نے پڑھی نہیں بلکہ کہا کہ جو چاہے ان کو گھر پر پڑھ سکتا ہے۔ اس لئے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اُن کی بائبل میں کچھ اور لکھا ہوتا ہے۔

میاں۔ اگر اُس کی بائبل میں لکھا ہے کہ ہم اس دنیا میں گناہ کے بغیر بھی زندگی بسر کر سکتے ہیں تو اُس کی اور میری بائبل میں فرق ہے۔

بیوی:- میں آپ کی بائبل آپ کے لئے لاتی ہوں اور آپ چند ایک آیتیں جو اُس نے پیش کیں پڑھیں۔ اُس نے پہلی ایک اس بارے میں پیش کی کہ ہم کس طرح بچ جاتے ہیں۔ اور دوسری یہ بتاتی ہے کہ کون ہم کو بچا سکتا ہے۔ اعمال ۴: ۱۲ کو نکالکر پڑھیں۔

میاں:- اعمال کی کتاب نئے عہدنامہ میں ہے یا پرانے میں۔

بیوی:- میرے عزیز! مجھے کہنا پڑتا ہے کہ شاید آپ نے بائبل کا مطالعہ اچھی طرح سے نہیں کیا ہے جو کہتے ہو کہ گناہ کے بغیر رہنا محال ہے۔

میاں:- مسیحی مذہب کے بارے میں میری تعلیم ان مقدسوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ وہ مجھے کچھ نہیں سکھا سکتے ہیں

مدت سے عیسائی ہوں۔

بیوی:- اعمال کی کتاب آپ کو نئے عہدنامہ میں ملیگی یعنی یوحنا کی انجیل کے بعد۔

میاں- ہاں ہاں مجھے یاد تھا۔ لیکن اس وقت نہ معلوم کیوں بھول گیا۔ "اور کسی دوسرے سے نجات نہیں۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جسکے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں"۔

بیوی:- آپکو یاد ہوگا کہ اگلے دن ایک فری میسن جنٹلمین کہتا تھا کہ فری میسن ہونے سے ہی نجات مل سکتی ہے لیکن اس آیت سے تو صاف عیاں ہے کہ صرف المسیح ہم کو بچا سکتا ہے

میاں:- میں اُس جنٹلمین سے متفق نہیں ہوں۔ ہمیں کسی نہ کسی کلیسیا سے تعلق رکھنا چاہئے۔ ورنہ ہم نجات پا نہیں سکتے۔

بیوی: کسی کلیسیا سے تعلق رکھنے سے ہی ہم بچ نہیں سکتے۔ صرف مسیح ہے جو بچا سکتا ہے۔ اُس واعظ نے متی ۱۸: ۱۱ سے پڑھ سنایا کہ یسوع کس کو بچانے آیا تھا

میاں:- متی- ایں .... ہاں یہ ہے۔ اٹھارہ باب اور گیارہ آیت؟ اچھا سنو۔ ابنِ آدم آیا کہ کھوئے ہوں کو بچائے۔ یکس کو معلوم نہیں۔

بیوی:- پھر اس نے اتمطاؤس ۱: ۱۵ کو پڑھا۔ میں نے نکال لیا ہے۔ اور پڑھتی ہوں۔ دیکھو میری بائبل بھی آپ کی بائبل کی طرح ہے "یہ ایمان کی بات اور ہر طرح سے ماننے کے لائق ہے کہ مسیح یسوع گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے دنیا میں آیا"۔ پس وہ کھوئے ہوئے گنہگار ہیں۔ اب متی ۱: ۲۱ کو پڑھیں۔ اُس نے بتایا کہ اس آیت سے معلوم ہو جائیگا کہ گنہگاروں کو کس بات میں نجات ملی؟

میاں:- "اور وہ ایک بیٹا جنیگی اور تو اُس کا نام یسوع رکھیگا کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے بچائیگا۔

بیوی:- آپ دیکھتے ہیں کہ اگر انسان گناہ کرے تو وہ گنہگار کہلاتا ہے۔ اب المسیح گنہگار کو اُس کے گناہوں سے بچاتا ہے۔ انسان اپنے ہی گناہوں سے گنہگار بن گیا۔ اگر وہ اپنے گناہوں سے بچ جائے تو کیا پھر بھی گنہگار رہیگا؟ اگر وہ آدمی جو چور ہے اپنی چوری کی عادت سے خلاصی پائے تو کیا وہ پھر بھی چور کہلائیگا؟ بالکل نہیں۔ کیونکہ جس عادت کے سبب سے وہ چور کہلاتا تھا وہ اس میں باقی نہیں رہی۔

میاں- میری بائبل میں لکھا ہے "جو کہتا ہے میں گناہ نہیں کرتا اس میں سچائی نہیں ہے"۔ لیکن اب سونے کا وقت ہو گیا ہے۔

بیوی- ذرا چند ایک منٹ اور ٹھہریں۔ فرض کریں اگر چوری پیشہ لوگ مل کے ایک قسم کی اصلاحیہ جماعت بنائیں اس اصول پر کہ جو کوئی اس جماعت میں شامل ہو جائے وہ پھر چور نہیں کہلائیگا۔ وہ بیشک چور تو کہلائینگے۔ مگر بچ گئے ہوئے چور۔ آپ اس کی بابت کیا خیال کرتے ہیں۔ کیا قانون کی رو سے وہ بچ جانے کے بعد سزاوار نہ ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے تھا؟

میاں:- اس کو تو سب کوئی جانتا ہے کہ وہ ضرور سزاوار ہوگا

بیوی:- اگر گنہگار اقرار کرے کہ وہ بچ گیا ہے لیکن گناہ کرتا جائے تو کیا وہ ابھی تک گنہگار نہیں ہے۔ لیکن وہ دعوے کرتا ہے کہ وہ نجات یافتہ گنہگار ہے۔ اور ابھی تک وہ کام کئے جاتا ہے جس سے وہ گنہگار کہلائے۔ تو کیا خدا اس کو اقرار کرنے سے پہلے اور بعد میں یکساں سزا نہ دیگا؟

میاں:- میں سوچتا ہوں اب سونیکا وقت ہو گیا۔

بیوی- ایک دو آیت اور سن لیویں۔ پھر واعظ نے ہم کو بتایا کہ گناہ کیا چیز ہے۔ اُس نے ۱ یوحنا ۳: ۴ کو پڑھا "جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ شرع کی مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے"۔ اگر ہم جان بوجھکر خدا کی مرضی کے برخلاف کرتے ہیں تو ہم گناہ کرتے ہیں اور اگر ہم گناہ کرتے ہیں تو گنہگار ہیں۔ اور اگر گنہگار ہیں تو برگشتہ۔ پھر اُس نے قلسیوں ۳: ۹ کا حوالہ دیا کیا آپ پڑھیں گے۔ یہ لو میری بائبل میں سے پڑھو۔ اگر آپ کو اپنی بائبل میں نہیں ملتا۔

میاں- (بائبل لے کے) "آپس میں جھوٹھ نہ بولو کیونکہ تم نے پرانی انسانیت کو اُسکے کاموں سمیت اتار پھینکا۔

بیوی- پھر افسیوں ۴: ۲۵ کو پڑھیں۔

میاں "پس جھوٹھ بولنا چھوڑ کر ہر ایک شخص اپنے پڑوسی سے سچ بولے۔ کیونکہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں"۔

بیوی- اب یہ تو بالکل صاف ہے۔ ہمیں ایک نہ ایک دن خدا کے آگے حاضر ہونا ہے۔ پس چاہئے کہ ہم ڈریں اور اس دن کے لئے تیار ہوں۔ جھوٹھ بولنا گناہ ہے۔ کیونکہ خدا کا کلام یہ فرماتا ہے۔ اور گناہ کرنے سے ہم برگشتہ ہو جاتے ہیں۔ سنئے مکاشفات ۲۱: ۸ میں کیا لکھا ہے۔ "مگر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنونے لوگوں اور خونیوں اور زناکاروں اور جادوگروں اور بت پرستوں اور سارے جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے"۔ آپ بائبل پر تو ایمان رکھتے ہیں نہ؟

میاں:- ہاں میں مقدس پرانی کتاب کو تو مانتا ہوں۔ میں سالہا سال سے اُسکو پڑھتا رہا ہوں۔ یہ میرے پاؤں کے لئے ہمیشہ چراغ کی مانند رہی ہے۔ اسکے ہر لفظ پر میرا ایمان ہے۔

بیوی:- اب میرے عزیز میں آپ کے لئے کوئی ٹھوکر کی بات نہیں کہنا مانگتی۔ لیکن یہ ضرور جانتی ہوں کہ ہم خدا کے حضور درستی سے چلیں۔ تاکہ اُس آگ کی جھیل میں نہ ڈالے جائیں۔ آپ کو یاد ہے جب آپ نے پچھلے جاڑوں میں مسٹر ولیم کے ہاتھ گھوڑا فروخت کیا تھا اور آپ نے اُسکو بتایا کہ وہ گیارہ سال کا ہے۔ جبکہ آپکو

معلوم تھا کہ بارہ سال تو آپ نے رکھا اور چار برس کا تو تھا جب آپ نے خریدا تھا۔

میاں۔ تو وہ گیارہ سال سے کم کا تو نہ تھا۔ بلکہ زیادہ ہی تھا۔

بیوی۔ ہاں لیکن یہ سچ بات تو نہیں ہے۔ خدا آپ کے اس بیان سے آپ کے اس گناہ کو معاف نہیں کریگا۔ اے کاش کہ ہم پاکیزہ اور بے گناہ زندگی بسر کریں۔

میاں۔ میں نے تمہیں کہدیا تھا کہ یہ پادری ادہر اُدہر جاکر خاندانوں میں لڑائی کراتے ہیں۔ اور اگر تم اُن کی میٹنگوں میں جاتی رہوگی تو ہمارے خاندان میں ضرور جھگڑا پیدا ہو جاویگا اگر تم ان مقدسوں کی وعظ سنوگی یا گاسپل ٹریکٹ پڑہوگی تو میرے یہاں تمہارا گذارہ نہیں۔

میں خوش ہوں کہ اس کے دس ہفتے ختم ہونے والے ہیں لیکن مجھے تو نیند آئی ہوئی ہے۔

بیوی۔ مسٹر میری سے آج مجھے چٹھی آئی ہے کہ اس نے میرے واسطے ایک سال کا چندہ بھیج دیا ہے۔

گڈ نائٹ۔

اشتہار ضروری

ساٹھ عدد انگریزی دلچسپ اور مفید قیمتی ناولیں و دیگر کتب مشہور مصنفوں کی اور ایک کیمرہ سائز ۱۰x۱۲ معہ لینز و دیگر سامان فوٹوگرافی سپنیال سعر شتہرت ہی سستا بیچنا چاہتا ہے۔ کتابیں ساٹھ عدد صرف عنہ روپیہ کو کیمرہ معہ سامان صرف مـــہ روپیہ کو خط کتابت کیجئے پتہ۔

ای۔ براؤن

محلہ تیلی واڑہ صدر دہلی۔

نور افشاں کی حالت

مائی ڈیر ایڈیٹر۔

گذشتہ سال کے آخر میں آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ نور افشاں کی حالت بہتر بنانے کے واسطے اگر کوئی صلاح دیوے تو آپ مناسب صلاح کو مانینگے۔ اس کے متعلق میری عرض یہ ہے۔ کہ میں کئی بار آپ کو اس کے متعلق صلاح دے چکا گرنہ تو آپ نے میرے ایسے مضمون اخبار میں درج کئے۔ اور نہ کسی صلاح کو مانا۔ اور نہ اب اُمید ہے کہ مانینگے* لیکن میں اپنا فرض پورا کرتا ہوں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ وقت پر میں آپ کو کچھ نہ لکھ سکا کیونکہ نومبر دسمبر میں بہت ہی مشکلات میں گرفتار تھا۔ خدا نے انجام بخیر کیا۔ میں نے نہ تو کرسمس کے واسطے اب کے کچھ لکھا۔ اور نہ نئے سال کے واسطے۔ اس دفعہ تو میں نے کرسمس نمبر بھی نہیں دیکھا۔ خیر بوجہ مجبوری معافی کا خواستگار ہوں۔ علاوہ اس کے اب میں بڑہاپے کے سبب کمزور بھی ہوں۔ بہت نہیں لکھ سکتا۔ تو بھی مجھے نور افشاں کی ہمیشہ فکر رہتی ہے۔ جو خداوند کے جلال کے واسطے ہے۔ اس لئے ہر ایک مسیحی صاحب قلم کا فرض ہے کہ جو کچھ وہ کر سکتا ہے۔ ضرور کرے۔ اسی خیال سے جو مجہ سے ہو سکتا ہے کرتا ہوں۔ مہربانی سے میری اس عرض پر جو اگرچہ کسی قابل نہیں غور فرماویں۔ اور اس کو اخبار میں درج کر کے ناظرین نور افشاں سے رائے لیں۔ کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ نقص تو ہر انسان کے کام میں ہیں۔ اکثر ہم خود اپنے نقصوں سے واقف نہیں ہوتے۔ سچے دوست ہماری اصلاح کی خاطر ہمارے عیب ہم پر ظاہر کرتے ہیں بقول شاعر۔ دوست آں باشد کہ او معائب دوست

ہمچوں آئینہ روبرو گوید۔

نہ کہ چوں شانہ با ہزار زباں

پس سر رفتہ مو بمو گوید

اُمید ہے کہ آپ میری باتوں کو بُرا نہ مانینگے۔

اوّل۔ نور افشاں ہفتہ وار اخبار ہے۔ کوئی ماہواری میگزین یا رسالہ نہیں۔ اس لئے نور افشاں میں ایسے مضمون ہونے چاہئیں جو عام دلچسپ ہوں اور ایک ہی مضمون ایک ہی ہفتہ میں ختم ہو۔ اگر کوئی ایسا طویل مضمون ہو۔ جس کی دلچسپی کے سبب اُس کا شایع کرنا ضروری ہے تو ایسے طور پر اور ایسے موقع پر باقی آئندہ پر چھوڑا جاوے کہ مضمون غتر بود نہ ہو جاوے۔ اور دو پرچوں سے زیادہ کا مضمون نہ ہو۔

دوئم:۔ ایسے مضامین جو علم الٰہی اور وعظوں کے متعلق ہوں اگر نئے خیال یا نئی تحقیق ہو تو شایع کیجئے۔ پُرانے دقیانوسی خیالات آج کون پڑہتا ہے۔ وعظیں بہتیری سنتے رہتے ہیں وعظوں کے قواعد نہ کسی کو توبہ بخش سکتے ہیں۔ نہ روحانی بنا سکتے ہیں۔ اوراق سیاہ کرنے سے کیا فایدہ۔

سوئم۔ البتہ ایسے مضامین مفید ہیں۔ اور یہ باقی آئندہ بھی دق نہیں کرتے۔ جیسے میاں بیوی کے مناظرہ کا مضمون شایع ہوا ہے۔ آپ یقین جانیں کہ وعظوں سے دنیا نیک نہ ہوگی۔ نمونے سے ہوگی۔ مسیحی زندگیوں کے نمونے شایع کریں۔ ہزار وعظوں سے زیادہ مفید ہونگے۔ آپ کو معلوم ہو کہ جھنگ بار میں رومن کیتھلک بڑا کام کر رہے ہیں ہمارے پروٹسٹنٹ مسیحی رومن کلیسیا میں شامل ہو رہے ہیں ہمارے پادری صاحبان سب مل کے نصیحتوں سے تعلیم سے وعظوں سے تحریروں سے اُنکو روک رہے ہیں۔ مگر کچھ فایدہ نہیں ہوتا رومن کیتھلک ایک ہی فادر جرمن کام کر رہا ہے۔ اس کا مقابلہ سب ملکر بھی نہیں کر سکتے۔ اسلئے کہ وہ اپنے نمونہ سے لوگوں کو کھینچ رہا ہے۔ اور ہم زبان سے کھینچتے ہیں۔ ہماری کچھ تاثیر نہیں۔ سو میری عرض ہے کہ آپ وعظوں پر زور نہ دیویں۔ ان کو بمشکل کوئی پڑہتا ہے۔ آپ حقیقی مسیحیوں کے نمونے شایع کریں۔ خواہ وہ ترجمہ ہوں یا دوسرے اخباروں سے نقل کئے جاویں۔ خواہ ایڈیٹوریل ہوں خواہ کارسپانڈنس ہوں۔

* مناسب صلاح آپکی ضرور مانی جاویگی۔ ایڈیٹر

چہارم۔ کبھی کبھی فصل آیات کی تفسیر دیا کریں۔

پنجم۔ روحانی زندگی پر مناظرہ ہووے۔ مذہبی مناظرے جو دلچسپ ہوں کسی مذہب پر حملہ نہ ہووے۔ صرف مسیحیت کی خوبیاں۔ صرف المسیح پیش کیا جاوے

ششم۔ اگر مسیح مرحوم مرزائی مذہب کو کامل شکست دے چکا ہے۔ اخبار میں اُن کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں۔ نہ ان کے اخبار کا نہ اُن کے کسی اعتراض کا نہ کسی مرزائی کا ذکر کریں سمجھیں کہ وہ مردہ مذہب ہے۔ ریویو آف ریلیجنز کے سوال و جواب یکقلم چھوڑ دیں۔

ہفتم۔ ہر ایک نظم اخبار میں درج نہ کریں۔ بعض دفعہ ایسی بیہودہ واہیات نظمیں شایع ہو جاتی ہیں۔ نہ ان کا مضمون پاک۔ نہ تقطیع درست۔ نہ قافیہ صحیح۔ اب تو خدا کے فضل سے مسیحی لایق شاعر ہیں۔ عمدہ نظمیں لکھتے ہیں تو خرافات شایع کرکے کیوں اپنی تضحیک کروانی۔

ہشتم۔ کوشش کریں کہ خبریں تازہ ہوں۔ اور وہ خبریں جن سے پبلک کو دلچسپی ہو جنگ کی اسی ہفتہ کی تازہ خبریں بعض دفعہ نور افشاں میں بہت پرانی خبریں شایع ہوتی ہیں جو باعث مضحکہ ہوتی ہیں۔ ملکی خبریں۔ علمی خبریں۔ کلیسیائی خبریں۔ اشاعت انجیل کی خبریں۔ مسیحیت کی ترقی کی خبریں۔

نہم۔ اگر نور افشاں کے خلاف کوئی مضمون مہذبانہ ہو تو وہ بھی درج کر دیا کریں۔ اس کا جواب دینے کو گر ناواجب نکتہ چینی ہوگی۔ تو بہت نامہ نگار بیٹھے ہیں۔

دہم۔ پروف اچھی طرح سے دیکھے جاویں۔ کیونکہ سخت فاش غلطیاں بعض دفعہ ہوتی ہیں۔

یہ* دس حکم ہیں۔ جو آپ کی خدمت میں بھیجے جاتے ہیں۔ اگر نور افشاں ان پر کاربند ہو تو میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ مبارک پرچہ ہوگا۔ اور اشاعت میں ترقی کریگا۔ میری تو دعا ہے۔ کہ نور افشاں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔

مہربانی سے میرا یہ مضمون شایع کر دیں میں نے سچی محبت سے لکھا ہے۔ نہ کسی کا دل دکھانے کو۔ اور نہ کسی کو حقیر سمجھ کے مسیح کے جلال کے لئے مسیحی بھائیوں کی رائے لینے کو اپنی رائے لکھی ہے۔ سلام۔

راقم کوہ سینا۔

مشن سکولوں کو فخر

فی الحال ہندو مذہب کے کارکن مشنریوں کے شاگرد ہیں۔ ابھی تک کالج اور گورو کل کو فخر حاصل نہیں ہوا۔ بڑے بڑے مہاں پرش مشن سکولوں سے نکلکر کام کر رہے ہیں جن کے کاموں پر قوم کا دار و مدار ہے۔ انہی پر قوم کی اُمیدیں بندھی ہوئی ہیں۔ کالج اور گورو کل میں انسانی زندگی کا معراج ابھی تک قایم نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ کالج اور گورو کل بے پھل انجیر کا درخت ثابت ہو رہے ہیں پھلوں کی بہار کا وقت آگیا ہے۔ مگر پھل دکھائی نہیں دیتے۔ اس مہان شکتی کا قول اٹل نہیں۔ جس نے یہودی پنڈتوں کی طرف اشارہ کرکے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے درمیان راز افشا کر دیا۔ یہودی لوگ آج تک بے پھل انجیر کی مانند ہیں۔ کالج گورو کل کو بے پھل بنا رہا ہے۔ گورو کل کالج کو۔ مسیحیوں کے نزدیک دونوں بے پھل ہیں۔ کام جو ہو رہا ہے۔ اس کا فخر مشن سکولوں کو ہے۔ جس سے مسیحی گنگے کی تیاری ہے۔ یا علیحدہ مسیحیت کا پرچار ہو رہا ہے جس سے مشنریوں کا مطلب پورا ہوا جاتا ہے۔ انسانوں کو کام کی پیدایش کی جاتی ہے۔ خدا کو بجائے حاکم کے پتا پرماتما کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ کاش کہ ہندوستان کا ایک گڈریا ہو اور ادر ووکش کا ستیاناس ہو

راقم

مولچند مسیحی از لاہور

لاہور میں سماجک سنڈے سکول اور دیگر نام رکھنے کی تجویز

اور دسمبر کے آریہ گزٹ میں سنڈے سکول کی پیدایش ہوئی ہے۔ جس کے نئے وچار کے طور پر کچھ تحریر کرنا ضروری معلوم ہوا۔ لہذا سماجک نیک کاموں کے خواہشمندوں سے عرض ہے کہ سنڈے سکولوں میں خدا کی مرضی بجا لانا اور گناہ کی معافی کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور کرم اور تقدیر کے مسئلوں سے جو خدا کی مرضی پوری کرنیکی بجائے فعل مختار انسان کو لاپروائی کی طرف مایل کرتے ہیں۔ بچوں کو روکا اور منع کیا جاتا ہے۔ سنڈے سکول مسیحیوں کو ہی زیبا ہیں جو انسانوں کو کام کرنے اور عملی زندگی بسر کرنے کا سبق دیتے ہیں۔ سماج نے ویدک تعلیم بودھ کے ذریعہ نیچری سے کرم گتی میں منتقل کر دی ہے پہلے ہی لاکھوں انسان بیکار ہو کر کہہ رہے ہیں ؎

جب ہونگے دیال تب دیں گے بلائے کے۔

اب میرے پیارے سماجی صاحبان جو اپنے اعمال کی سزا بھگتے بغیر موکش پد کو نہیں پا سکتے۔ سنڈے سکول میں کیا تعلیم پیش کریں گے۔ جس سے آئندہ نسلوں کا بھلا ہو تابعدار کے خیال میں سنڈے سکول کا نام۔ آتو آواگونی پاٹھ شالا۔ رکھنا چاہیے۔ اس سے بڑھکر اور نام موزوں نہ ہوگا۔ یہی ایک بنیادی نام ہندو مذہب کے پرچار کا ہو سکتا ہے۔ جس پر ہندو فلاسفی پوری اُتر سکتی ہے۔

راقم

مولچند مسیحی۔ از لاہور۔

* آپکے یہہ دس حکم اچھے ہیں۔ ایڈیٹر۔

تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن
اور
پیارے مرحوم مسٹر اکبر مسیح صاحب کی دوبارہ یاد

مرقومہ از جارج ملتن ثاقب لودیانوی - حال مقیم بٹالہ

یہ تو سب جانتے ہیں کہ جو دنیا میں پیدا ہوا ہے - اُسے ایک دن مرنا بھی ہوتا ہے - مگر اس کا مرنا بہت ہی رقت انگیز ہوتا ہے - جس کی ضرورت قوم کے لئے زندہ رہنے میں محسوس ہوتی ہے - پیارا اکبر مسیح جب تک زندہ رہے قوم کی ایک زبردست جان تھے - اُن کی موت نے بہت بزرگوں کی جو مسیحی مذہب کے اعلےٰ رکن ہوگذرے ہیں - مرگ مفاجات کو یاد دلایا - جب ہم اُن کی زبردست تصانیف کا مطالع کرتے ہیں جو انہوں نے دیگر مذاہب کے مقابلے میں تحریر کیں بے اختیار دل سے ایک سرد آہ نکلتی ہے - اور یہی دل چاہتا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم اُن کے ہاتھوں کو چوم لیتے - جن سے ایسی زبردست تحریریں صفحۂ قرطاس پر نمودار ہوکر سینکڑوں مخالفوں کو دم بخود کردیتی تھیں پیارا اکبر مسیح حقیقت میں کلک گوہر بار کا بادشاہ تھا اُستاد الحسن نے کبھی اُن کی قلمرو سے باہر قدم نہ رکھا تھا - سب کچھ کہہ جاتے تھے - مگر پھر بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ نہیں کہا - کئی بزرگوں سے میں نے سنا کہ پیارا اکبر مسیح مرزا غلام احمد قادیانی کی سرکوبی کے لئے پیدا ہوئے تھے - مرزا صاحب نہ رہے آپ بھی نہ رہے جب تک زندہ رہے مرزائیوں کا خوب قلع قمع کیا - چنانچہ ایک پادری صاحب کو آپ نے خط میں تحریر کیا تھا -

شاید مرنے سے کچھ عرصہ پیشتر کہ اسلامی دنیا سے میری جنگ ختم ہوگئی ہے - ایک مرزا غاجس سے کبھی کبھی دل لگی کرلیا کرتے تھے - سو وہ بے چارہ اس دنیا سے چلتا بنا - اب اُس کے ہوا خواہوں سے لڑنا مجھے منظور نہیں - ہاں اگر کبھی کوئی سر اُٹھائیگا تو دیکھ لیا جائیگا پس اب میرا ارادہ ہے کہ اگر خدا کی مرضی ہو تو آریہ سماجیوں سے بھڑ جاؤں" مگر افسوس عمر نے وفا نہ کی - اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ پیارا مرحوم اسلامی دنیا کے ساتھ ہی جنگ کرنے کو پیدا ہوا تھا اور جب وہ جنگ ختم ہوگئی - خداوند نے مرحوم کو اپنے حقیقی آرام میں بلوالیا - جہاں نہ کبھی جنگ ہوتا ہے اور نہ کوئی دکھ - بلکہ خدا کے پیارے ہمیشہ اُس کے جلال میں خوش رہتے ہیں -

جس خیال نے پیارے اکبر مسیح مرحوم کی یاد کو دوبارہ میرے دل میں تازہ کردیا وہ اُن کی مشہور و معروف تصنیف تنویر الاذہان فی فصاحت القرآن کے مطالعے سے ہے - اس وقت وہ کتاب میرے سامنے ہے - لائق مصنف نے مسئلہ اعجاز قرآن کے مختلف پہلوؤں پر عالمانہ بحث کی ہے - اور لطف یہ ہے کہ علماء اسلام کی شہادتوں سے قرآن کی فصاحت کو جس پر علماء اسلام ناز کئے بیٹھے ہیں - اس درجے تک گرادیا ہے - کہ ایک طفل مکتب بھی اس کی فصاحت و بلاغت کا معتقد نہیں ہوسکتا - چہ جائیکہ کوئی عام شخص فصاحت القرآن کا دم بھر سکے - مضامین کی بندش اس پیرائے میں رکھی ہے کہ پڑھنے والا ساتھ کا ساتھ ہی سمجھ سکتا ہے - کہ بن دلایل سے پیارا مرحوم قرآن کی فصاحت کو زیر کرتا چلا جاتا ہے - بعض مقامات میں قرآن کو اس خوبی سے غیر الہامی ثابت کر دکھلایا ہے - کہ جس کو نکتہ فہم شخص ہی سمجھ سکتا ہے - قرآن کی تحدی کو ان معنوں میں حل کر دکھایا ہے - کہ جس سے فصاحت القرآن کا خیال تو درکنار وہم بھی قایم نہیں رہتا - میرے خیال میں اگر تمام مسیحی منادو دیگر اہل اسلام اس کتاب کا مطالعہ کریں تو اُن کے لئے از حد مفید ثابت ہوگی - تعجب کی بات ہے کہ علماء اسلام کی طرف سے ابھی تک کوئی تسلی بخش جواب اس کتاب کا نہ بنایا - حالانکہ اس کتاب کو شائع ہوئے قریباً دو سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے - علماء اسلام کی خاموشی اسبات کی شاہد ہے کہ وہ پیارے مرحوم مسٹر اکبر مسیح صاحب کی تحریرات و تصنیفات کا لوہا مان چکے ہیں - ہم اہل اسلام کو دعوت دیتے ہیں - کہ وہ ضرور اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیں تاکہ فصاحت القرآن کا وہم اُن کے دل سے کافور ہوجاوے اور وہ قرآن کی تحدی کو ان معنوں میں مان لیں جسے پیارے مرحوم نے ثابت کر دکھلایا ہے -

---

کلیساؤں میں پاسبان

ہمارے ملک کی کلیساؤں میں پاسبانوں کا ہونا نہایت ضروری ہے - مدت سے مسیحی مذہب کا پرچار اس ملک میں ہے - آج تک منادی کا سارا کاروبار مشنری محکمہ کے ہاتھ میں ہے - اور اکثر لوگوں کے دلوں میں یہ بات جم گئی ہے - کہ انجیل کی بشارت دینا یورپ اور امریکہ کے لوگوں کی ذمہ داری ہے - کیونکہ منادوں کا مشن کے محکمہ سے تنخواہ دیکر باہر دیہاتوں میں منادی کرانا - سرکاری دستور کے مطابق ہوگیا ہے - اور اکثر لوگ یہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ پادری فلاں صاحب کسی ورکر یا انجیل سنانے والے کو ہمارے گاؤں میں بھیج دے گا - لیکن یہ ابتدائی باتیں بنیادی باتیں ہیں - ہمیشہ ایسا حال نہیں رہتا اور چاہئے بھی نہیں - حقیقت یہ ہے کہ اب چونکہ مسیحی کلیساؤں کے ممبر شمار میں تسلی بخش تعداد اور بڑھتے ہیں - وہ خود اپنے روپے پیسہ سے انجیل سننے اور روحانی خوراک کا آپ بندوبست کریں اور اپنے تئیں سیلف سپورٹ بننے کی جلدی کریں اور اپنے پاسبانوں اور استادوں

کی پرورش کا خود ذمہ اٹھائیں۔ بیشک بہت سی مشنوں نے شروع میں اپنا کام چلانے کی غرض سے جس طرح ہوسکا کام شروع کردیا اور ضرورت بھی تھی کہ پہلے تنخواہ دے کر منادی کرائی جاتی۔ لیکن ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اب تک حقیقی تعلیم نے لوگوں کے دلوں میں جڑ نہیں پکڑی اور نہ ہی اکثروں کے خیالات نے پلٹا کھایا کہ جو مسیح کے نام پر بپتسمہ پاتے ہیں اُن کو خدا کی بادشاہت اور انجیل کی منادی کے لئے روپیہ پیسہ بھی خرچ کرنا بھی عبادت کا ایک ضروری حصہ ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ جب مسیحی لوگ اس حصہ کو ادا کرینگے تو پھر سیلف سپورٹ کا مسئلہ آسانی سے حل ہوجائیگا۔ اور لوگ آسانی سے اپنے پاسبانوں کی پرورش کرنے لگ جائینگے اور اُدہر جو لوگ پاسبانی خدمت کیلئے تیار ہوتے ہیں وہ بھی گرے ہاتھ والے روپے کی نسبت کالے ہاتھ کے روپے کو پیار کرنے لگ جائینگے۔ چند سالوں سے یونائیٹڈ پریسبیٹرین کلیسیائیں جو پنجاب کے بعض اضلاع میں قائم ہوگئیں ہیں۔ اور باہر دیہات میں سیلف سپورٹ کا کام شروع کردیا ہے۔ اور بعض جگہوں میں کچھ ترقی بھی نظر آئی ہے۔ لیکن خاطر خواہ کام سوائے چند شہری کلیسیاؤں کے اب تک دیہات میں بھی نظر نہیں آتا۔ ہمارے خیال میں اس کی بھی ایک وجہ ہے۔ کہ مشن کے مناد جو نرے ہی بھاڑے کے ٹٹو اور گزارے کی صورت بنائے بیٹھے ہیں۔ دل سے سیلف سپورٹ کے چاہنے والے نہیں ہیں۔ اور ساتھ ہی اُسکے دیسی اسسٹنٹ مشنریوں کی نیت کا خاصہ بھی دوسری طرف ہے۔ ان کی نسبت میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا پر فی الحال خاموشی اختیار کرتا ہوں۔ ضرورت پڑنے پر کہدوں گا۔ مشنری بے چارے بہتیری کوششیں دوڑا رہے ہیں۔ کہ کسی طرح بکھیڑوں سے چھٹکارا ہو۔ اور ہماری خدمت کا انجام یورپ اور امریکہ کے کانوں تک پہونچ جائے وہ بھی کیا کریں مرتے جیتے دن تو پورے کرہی جاتے ہیں۔ جب ایک آدھ آدمی پاسبانی کا بیڑا اٹھاتا

ہے تو اس بیچارے کو چاروں طرف سے تیروں کے بوچھاڑ شروع ہوجاتے ہیں۔ اُس کے مہربان دوست ہی اس کو بزعم خود خیر خواہ بنکر چکنی چپڑی باتوں سے ورغلا کر اُس کے جوش کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں کہ بھائی بھوکا مریگا۔ اُنہوں نے تجھے کیا دینا ہے۔ یہ تو خود بھوکے مرتے ہیں مشنری صاحب سے ایک روپیہ کم ہے تو پر ایک ایک کا اختیار دونہ بن کیوں خراب ہوتا ہے۔ ایک اور بھی رکاوٹ سیلف سپورٹ کے بارے میں نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مشنری صاحبان اپنے علاقہ کے چندہ کی بابت بے پرواہ رہتے ہیں۔ اور جو کلیسیائیں ہنوز باقاعدہ نہیں آن کا چندہ وہ بھاڑے کے ٹٹو ہضم کر جاتے ہیں جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے یعنی شکرگزاریوں۔ بیاہوں منگنیوں میں اور فصلوں میں جو کچھ وصول ہوتا ہے۔ ان کا اچھی طرح سے حساب نہیں لیتے اور اُدھر رجسٹرار دل کو سفر خرچ پورا ملنے کے علاوہ نکاحوں کی فیس اور کچھ بیاہ کی خوشی کا بھی وصول ہو جاتا ہے۔ اور یوں اسسٹنٹ مشنریوں کے ایک پنتھ دو کاج ہو جاتے ہیں مشنریوں کو ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ یا تو مشن سے ان کو اس دن کا سفر خرچ نہ ملے یا وہ فیس نہ ملے۔ اگر سفر خرچ ملے تو فیس چندہ کے فنڈ میں داخل کی جاوے۔ جب اکثر پاسبان دیکھتے ہیں کہ جتنا چندہ اُس کی جماعت میں چھ ماہ یا سال کا ہوتا ہے۔ اُتنا ہی اسسٹنٹ مشنری معقول تنخواہ کے علاوہ چھینک لیتے ہیں تو سیلف کی ترقیاً ایک ٹانگ لنگڑی ہو جاتی ہے۔ اگر یہ زائد روپیہ جو کلیسیا سے وصول ہوتا ہے سنبھال کر رکھا جائے۔ اور اس سے دیہات میں چند شخصوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ جہاں وہ اتوار کو گرجا نماز ادا کرسکیں یا سکول اور مدرسین کے لئے رہنے کے مکان تعمیر کئے جائیں۔ یہ ایک طرح سیلف سپورٹ کی بنیادی باتیں ہیں۔ کیونکہ عبادت خانے نہ ہونے اور مدرسوں کے لئے جگہ نہ ملنے کے باعث سخت دقت ہوتی

ہے۔ لوگ گھروں کے صحنوں میں بجلیٔ وحانیہ کی ادا کرتے ہیں نہ سننے والوں کو مزا اور سنانے والے کی تشفی ہوتی ہے۔ اس وقت بڑی بیزار حالت ہوتی ہے۔ اُدھر دیسی کلیسیا جو دیہات میں ہے اُن کے ہر ایک ممبر کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ آپ خود اپنے کام سنبھالو۔ آپ نے نجات کے لئے مسیح پر ایمان لایا ہے۔ نہ کہ احسان کے لئے مشنریوں پر ممکن ہے کہ مشنری آپ کو چھوڑ دیں کیا آپ بھی مسیح کو چھوڑ دیں گے۔ آپ خود کوشش کریں کہ جتنی جلدی ہوسکتا ہے اپنے لئے پاسبانوں کا فکر کرو۔ اُن کی پرورش کا ذمہ اُٹھالو خدا مدد کریگا۔ صرف ہمت کرنا بس ہے۔ کام چل پڑیگا۔ تیس چالیس خاندان نزدیک نزدیک گاؤں کے مل کر کسی کو بلالو وہ بھی اگر مرد خدا ہوا تو آپ کی بلاہٹ کو قبول کریگا۔ بہادر بنو۔ دوسروں پر بھروسہ نکرو۔ تھوڑا تھوڑا چلتے چلتے ٹانگوں میں ضرور زور آجائیگا مرد عورت بچے بوڑھے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے سب ملکر جان توڑ کر لڑو۔

باہر دیہات میں چندہ دینے کے لئے مختلف اوقات ہیں فصل کے موقعہ پر۔ لڑکے لڑکی کی پیدائش کے وقت عورتوں کی شکرگزاریاں۔ بپتسمہ کے وقت کچھ خدا کی نذر کر دینا۔ بیاہوں میں منگنیوں پر وغیرہ وغیرہ فصل کے وقت لوگوں کا دل ذرا کشادہ ہوتا ہے۔ ہر ایک کما نیوالا اقرار سے زیادہ دے سکتا ہے۔ مگر افسوس اکثر اوقات جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو دعا مانگنے وقت کچھ روپیہ یا غلہ نذر دیا جاتا ہے۔ اور اس کو عورتوں کی شکرگزاری کہا جاتا ہے۔ لیکن جب لڑکی پیدا ہو تو بعض اوقات نذر اور شکرگزاری تو درکنار دعا مانگنے کو پاسبان یا مناد کو بلانے تک نہیں جاتے یہ نہ صرف پرلی قباحت ہے۔ بلکہ گناہ ہے۔ بپتسمہ کے وقت جب جوان یا نابالغ کلیسیا میں شمار کئے جاتے ہیں تو بہتر ہے۔ کہ کچھ چندہ دیا جاوے۔ شادیوں اور منگنیوں پر لوگ

دیتے ہیں - اور یہ بہت اچھی عادت ہے - ان سب ہندوستانیوں کو ملا جلا کر اگر لوگ کشادگی اور دینداری سے دین تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ عنقریب ہم یا پچاس گھر دیہات کے گھر ایک معقول تنخواہ کا پاسبان رکھ سکتے ہیں - البتہ شہر میں کلیسیا کے ممبر جو آمدنی میں دیہاتوں سے بڑھکر ہیں - ان کا مقابلہ تو نہیں کرسکتے - مگر خیر باہر خرچ اخراجات بھی شہروں کی نسبت تھوڑے ہیں - زندگی کی ضروریات ارزاں قیمت پر پوری ہو سکتی ہیں - صرف بات اتنی ہے - کہ لوگ اپنے تئیں خداوند کے عیسائی کہیں اور مشنریوں سے دنیوی غرض کے لئے عیسائی نہ ہوئے ہوں - سچے عیسائی سب کچھ کرسکتے ہیں - خدا آپ لوگوں کی مدد کرے اور حقیقی مسیحیت کے پیرو بنادے

راقم - پادری ڈنبال از رسولپور چک ۸۲

وفات نامہ

ہم بہت بڑے افسوس اور غم کے ساتھ یہ خبر ناظرین کو دیتے ہیں - کہ ہمارے عزیز منشی سعید شاہ صبر کا لڑکا تاریخ ۷ جنوری ۱۹۱۲ء کو بروز اتوار نو بجے صبح کو گزر گیا - جبکہ منشی صاحب گرجہ ظہور بخش سی ایم ایس کو گئے ہوئے تھے - نامعلومی کی وجہ سے وہ شام تک مکان پر نہیں گئے - اس درمیان میں پادری دین جھونپی صاحب نے سب انتظام کیا - جب دفن کا وقت آیا تب معلوم ہوا - اُس وقت میں اور منشی صاحب پہونچ گئے اور شام کو چھ بجے دفن کیا -

افسوس صد افسوس کہ ایک لڑکی بھی تاریخ ۱۰ بروز بدھ صبح ۵ بجے گزر گئی - اور ان دو بچوں کے مرنے سے ان کو بہت بڑا صدمہ پہونچا ہے - جس کے واسطے میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ناظرین اپنی دعاؤں میں اس خاندان

کو یاد کیجئے تاکہ خدا غم اور مصیبت کے وقت اُن کو تسلی اور اطمینان بخشے کیونکہ وہ مسیح میں سو گئے - اور پھر جی اُٹھیں گے جیسا کہ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ خداوند نے دیا خداوند نے لیا خدا کا نام مبارک ہو - کیونکہ خدا کو منظور نہ ہوا کہ ان معصوموں کو گناہ آلودہ دنیا میں رکھے بلکہ اپنی گود میں بلا لیا - کیونکہ وہاں سب کو جانا ہے اور ہمارے عزیز منشی صاحب ایک عرصہ سے لکھنؤ میں محمدی لوگوں میں انجیل کی بشارت دیتے ہیں اور اب ہم اس خاندان کو قادر مطلق کے سپرد کرتے ہیں - کہ عالمین بالا سے ان کو تسلی اور برکت دے -

راقم جی شہابیں لکھنؤ گھسیارے منڈی مشن روڈ

ترجمہ چٹھی انگریزی

بنام

کلارک جنرل اسیمبلی - از طرف سکرٹری شہنشاہ ملک معظم جارج پنجم

کنگ ایمپرس کیمپ انڈیا

مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۲ء

ڈیر سر - مجھکو وہ خط جو ماڈریٹر جنرل اسیمبلی اور اُس کے ممبران نے جو انڈیا کی پریسبٹیرین کلیسیا سے متعلق ہیں بھیجا تھا ملا تھا اور اُس کو میں نے کنگ ایمپرر کے سامنے پیش کیا - اور ان خیالات سے جو اُس میں ظاہر کئے گئے ہیں - ہز امپیریل میجسٹیز کو بڑی دلچسپی ہوئی ہے - اور خاصکر اس بیان سے کہ اس کلیسیا کے متعلق ۰،ہزار ہندوستانی مسیحیوں سے زیادہ ملک میں موجود ہیں -

کنگ ایمپرر اور کوئین ایمپرس نہایت شکرگزار ہیں اس نیک دعا کے لئے جو یہ کلیسیا اُنکے سلامتی سے واپس وطن کے لئے کر رہی ہے - اور اُنکے خاندان کی آئندہ اقبالمندی کیلئے دست بدعا ہے - وہ بڑے شوق اور دلی آرزو کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ خدا کی بڑی برکت ۲

اُس بڑے کام پر ہو جو ایسی سرگرمی کیساتھ ہندوستانی پریسبٹیرین کلیسیا کیطرف سے کیا جاتا ہو - آپکا بہت بڑا خیر خواہ - دستخط پرائیویٹ سکرٹری

شعر و سخن

غزل

جُدا شانوں سے ہے شانِ مسیحا
خدا خود ہے ثنا خوانِ مسیحا -

ہے ایسی دلربا شانِ مسیحا -
خدا ہوتا ہے قربانِ مسیحا -

جو پی لے واعظو اچھا ہے وحدت
وہی ہے مست رندانِ مسیحا -

وہ غازی نفس شیطان کا ہے بیشک
جو ہوگا مرد میدانِ مسیحا

جلا ہوں سوزِ عشقِ عیسوی سے
میں ہوں شمع شبستانِ مسیحا -

خُدا ہو کر خُدا کہنا روا ہے
یہی ہے دین و ایمانِ مسیحا -

زمانے سے ہو غائب ظُلمتِ کفر
جو چمکے نورِ ایمانِ مسیحا -

دکھایا جلوۂ ذات و صفت کو
دل و جاں دونوں قربانِ مسیحا

بچھایا حشر میں خوانِ شفاعت -
ہر اک عاصی ہے مہمانِ مسیحا -

دلِ نازک ابھی بنجائے شیشہ
ملے جو طاق ایوانِ مسیحا -

مٹی سب دل سے میرے ظلمتِ کفر
جو چمکا نورِ ایمانِ مسیحا -

میں بلبل ہوں یہی میری دعا ہے پھلے پھولے گلستانِ مسیحا -
بنایا مجھ کو منجی نے بہشتی - قمر کیوں ہو نہ قربانِ مسیحا

مضامین

نیند

گزشتہ سے پیوستہ

ایک بچہ وار کی بابت گفتگو کرتے ہیں کہ وعظ کرتے کرتے وہ عالم خود فراموشی میں چلا گیا۔ اور معلوم نہیں اُس کی زبان سے کیا کیا الفاظ نکل گئے۔ جس وقت وہ حالت بیداری میں آیا تو اُنکا اُسے خود بھی علم نہیں تھا۔ اسی طرح بعض لوگوں کو یہ قدرت کا ایک خوشگوار عطیہ ہوتا ہے کہ وہ جہاں کہیں اور جس حالت میں چاہیں سو سکتے ہیں۔ نیند میں یہ ایک وصف ہے کہ وہ پتھروں کو گدیلوں سے زیادہ نرم بنا دیتی ہے۔ اور یہ اسی کی طفیل ہے کہ ایک بے چارہ قیدی لکڑی کے تختوں پر رات گزار دیتا ہے۔ تو دوسرا پتھروں کے بستر پر ہی گہری نیند کے مزے لے لیتا ہے۔

نیند دو قسم کی ہے۔ جسمانی اور دماغی۔ دماغی نیند اُن لوگوں کی ہے جو عموماً دماغی کام کرتے ہیں لیکن ورزش اس قدر کافی نہیں کرتے کہ اُن کا جسم تھک سکے۔ اُن لوگوں کی نیند بے چینی کی نیند ہوتی ہے۔ اور سوئے ہوئے بھی وہ وہی خواب دیکھتے ہیں جو کہ حالت بیداری میں کرتے رہے ہوں۔ بخلاف ازیں اس شخص کی نیند جو جسمانی طور پر سخت محنت کرتا رہا ہو گہری اور خوشگوار ہوتی ہے۔ اور خواب پریشان اُس کو مطلق نہیں ستاتے۔

(۲) نیند نظام حیات کا ایک ضروری جزو ہے۔ حیوانات اور نباتات سب کے سب آرام کرتے ہیں۔ جبکہ اندھیرے کی آمد یہ ظاہر کرتی ہے کہ کام کا وقت گزر چکا ہے۔

باقی آئندہ

انتخاب الاخبار

ملک معظم کی ہندوستان سے روانگی

عالم پناہ بمعہ ملکہ معظمہ مورخہ ۱۰ جنوری کی شام کو ہندوستان سے رخصت ہوئے۔ یہ امر محض ایک معمولی طریقہ پر نہیں بیان کیا جاتا۔ کہ ملک معظم اور ملکہ معظمہ ہندوستان سے رخصت ہوتے وقت اپنی رعایا ہند کا دل تسخیر کر کے اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ ہر حصہ سلطنت کی رعایا کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں عالم پناہ و ملکہ معظمہ نے چھ ہفتہ کے قیام سے ہندوستان میں اپنے پیچھے وہ اثرات چھوڑے ہیں۔ جو آپ کی محبتی رعایا ہمیشہ یاد رکھیگی۔ ملک معظم کے آمد و قیام پر کسی پہلو سے نظر ڈالی جاوے تو یہ اقرار کیا جاویگا کہ آپ کو پوری کامیابی ہوئی۔ اگر محض چین کی آمد پر عظیم الشان دربار پر نگاہ محض تماشائیوں کے خیال سے ڈالی جاوے۔ تو وہ ہزاروں بندگان خدا کے لئے باعث شادمانی ہوا۔ باشندگان ہندوستان کو بہت کم موقع اظہار مسرت و خوشی کے ملتے ہیں۔ عوام الناس مصیبت اور غربت میں مبتلا ہیں۔ سوائے سال میں کسی تیوہار کے موقعہ پر کب مفلوک اہل ملک خوشی کا موقعہ پاتے ہیں۔ جب اُن کو اپنے ترووات کی فکر نہ رہے۔ ملک معظم کی آمد سے لاکھوں بندگان خدا کو بمبئی۔ دہلی۔ کلکتہ اور نیز چھوٹے مقامات میں جہاں عالم پناہ یا ملکہ معظمہ سیر کو گئیں۔ اظہار شادمانی کے ویسے موقعے ملے جو یوں حاصل نہ ہوتے۔ دہلی اور کلکتہ میں سینکڑوں میل کا سفر کر کے لوگ ملک معظم کے درشن اور زیارت کو گئے۔ جن لوگوں کو اس کا پورا موقعہ ملا کہ وہ نگاہ بھر کر دیکھ سکیں وہ مطمئن ہو کر اپنے گھروں کو گئے۔ اگر ہم ملک معظم کی آمد ہند پر اور نکتہ نظر سے نگاہ ڈالتے ہیں۔ عالم پناہ کی آمد نے ہندوستانیوں کے دل امیدوں سے بھر دیئے ہیں۔ ہر ایک ہندوستانی اس مستقبل کا خیال کر سکتا ہے۔ جو اس عظیم ملک کے سامنے آئیو الا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ عالم پناہ نے اُس معیار اور اور اعلیٰ رتبہ کے حصول کے لئے ہندوستانیوں کے سامنے رستہ کھول دیا جو برٹش رعایا کو تمام حصص ہند میں حاصل ہے۔ اس اصول سے بڑھکر کسی مراحم و عنایات خسروانہ کی قدر نہیں کی گئی۔ جو لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر کے مراسلہ نسبت انتظامی تغیر و تبدل ملک میں درج ہیں صرف یہی بات حاصل نہیں ہوئی کہ سرکاری کاغذات میں یہ بات قبول کر لی گئی۔ بلکہ عملی طور پر اعلان ہو گیا کہ ہندوستان پر ملک معظم اور برٹش پارلیمنٹ کے ایجنٹ رعایائے ملک کی خواہشات اور جذبات کا خیال رکھکر حکومت کرینگے۔ وہ حکمت عملی تقسیم بنگالہ میں ترمیم اور دارالسلطنت کو ایک گوشہ سے نکالکر وسط سلطنت میں لانے کی ذمہ دار ہے وہ ان اصولوں کی مقبولیت پر قائم کی گئی ہے۔ جو مشرق میں بلا سنگین فسادات کے عمل میں نہ آتے اور جن کو وہی ممالک قبول کر چکے ہیں۔ جن میں جمہوری سلطنت قائم ہے۔ یہ اصول وہ ہیں جن پر آئیندہ ترقی ہندوستان کا دارومدار ہے ملک معظم کی زبان مبارک سے جو الفاظ نکلے وہ کسی معمولی مدبر کے نہ تھے جو محض دل خوش کرنے کو استعمال کئے گئے ہوں۔ ان الفاظ سے یہ مطلب نہیں ہے کہ رعایا جو اسوقت از حد مسرور ہو عارضی طور پر خوش کر دیجاوے۔ بلکہ یہ الفاظ ایک ایسے حکمران کی زبان سے نکلے ہیں۔ جس کے دل پر محبت رعایا کا اثر ہوا ہے اور اُس کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں ہے۔ کہ ان پر عملدرآمد نہ کیا جاویگا۔ رعایائے ہند ہمیشہ اُن کو یاد کریگی اور اُن سے ان لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ جو بہبودی ملک میں کوشاں ہیں۔ ہندوستان انگلستان کے ساتھ رفادار رہا ہے۔ مگر اس کے تعلق میں ملک معظم کی آمد سے ایک اور کڑی زنجیر محبت کی کس دی گئی ہے۔ اور ملک میں اگر کہیں مغویانہ خیال یا

غیر وفاداری کا وہم و گمان بھی تھا وہ مٹ گیا۔ گو کہ کم کسی مجنون و مخبوط کی جانب سے اُن کا دوبارہ اظہار ہوا تو کسی حصہ آبادی پر اُس کا اثر نہ پڑیگا۔ اگر ان یورپین سلاطین پر جو انگلستان کی رقابت میں طرح طرح کے معنے ان واقعات کے لگاتے تھے جو ہندوستان میں گزشتہ چند سال میں گزرے ہیں یہ اثر ہوا کہ وہ سمجھ جائیں کہ تمام ہندوستان وفاداری میں متحد ہے۔ اور انگلستان اور ملک معظم کی ذات سے خلوص رکھتا ہے۔ اور اگر وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہندوستانیوں کیساتھ جو رعایات کی گئی ہیں۔ گویا ان سے سلطنت کی بنیاد کمزور کی گئی ہے۔ آئندہ خاموش ہو جاویں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ملک معظم کی آمد اور حضور کے قیام نے وہ اثر پیدا کیا ہے جو بعد ملکہ وکٹوریہ کے اعلان شاہی ترحم اور عفو کی پالیسی اختیار کرنے کے آج ہر طبقہ رعایا میں محسوس ہو رہا ہے۔ عالم پناہ نے ہندوستان کی ایک نئے دربار کی بنیاد ڈالی کہ جس دور کے شروع ہوتے ہی وہ تمام گھٹائیں دور ہو گئیں جو ہندوستان کے بادل پر پھیلی ہوئی تھیں۔ گھٹائیں جنکے دور ہونے سے اہل ہند کے دلوں میں اُمیدیں پیدا ہو گئیں۔ ہندوستان میں حضور کی آمد سے نیا دور پیدا ہوا۔ جس کی ہر باشندہ ملک کو جو اپنے نفع و نقصان سے واقف ہے قدر ہوگی۔ ہماری دلی دعا ہے کہ عالم پناہ اور ملکہ معظمہ کا سفر ولایت بخیریت گزرے۔ اور جب ممدوحین اپنے وطن پہونچیں وزرا و ممبران پارلیمنٹ کے دلوں میں اپنا دلی خیال جما سکیں اور ہندی رعایا مثل انگلستان کی رعایا کے عزیز رہے۔ جس طرح آپ کالی گوری رعایا میں امتیاز نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی جنکے سپرد حکومت ہو سکیں اور اس اعلیٰ معیار کی پیروی کریں کہ ہندی رعایا مثل برٹش رعایا کے شریک حکومت ہو اور مراتب و اعزاز اسکو حاصل ہوں جو برٹش رعایا کا حق ہے۔ (ہندوستانی)

دار السلطنت اور تعمیر عمارات

([illegible]) میں جہاں اور فوائد ہیں کہ ایک بڑے فائدہ کی صناعاں کو اُمید ہے اور وہ یہ ہے کہ انگریزی اور ہندوستانی ماہران فن تعمیر کو کامیابی ہوگی کہ دہلی میں سرکاری عمارات کی قطع ہندوستانی ہو نہ کہ انگریزی اور عمارات اس وضع کی تعمیر ہوں جس میں پُرانے کاریگروں کو جنھوں نے دہلی میں مغلیہ عمارات کی تعمیر کی یا یہ کہ آگرہ میں تاج بنایا ہے۔ موقع ملے کہ اپنی قابلیت کے جوہر دکھلائیں۔ کلکتہ کے رسالہ ڈان نے نہایت ہی قابلیت سے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور ملک معظم کی تقریر کے اس فقرہ پر خاص زور دیا ہے۔

"یہ میری خواہش ہے کہ نقشہ پر سرکاری عمارات کہ جو تعمیر ہونگی۔ نہایت توجہ اور ہوشیاری سے غور کی جاوے کہ جدید عمارات ہر طرح سے اس عظیم اور خوبصورت شہر کے شایاں ہوں۔ اگر اس حکم کی تعمیل کی گئی تو اس میں شک نہیں کہ شمال ہند کے صناعوں اور کاریگروں کے دن پھریں گے۔ عمارات کی تعمیر میں قبل دیگر شعبوں کے بعض انگریز اہل الرایوں کا یہ خیال ہے کہ یورپین وضع عمارت ہندوستانی وضع سے کہیں بہتر ہے۔ لہذا انگریزی وضع کی عمارت تیار کی جاوے۔ مسٹر ہاول صاحب سابق پرنسپل اسکول آف آرٹس کلکتہ کا یہ خیال نہیں تھا۔ وہ ہندی وضع عمارت کے ایسے دلدادہ ہیں کہ انہوں نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ وکٹوریہ انسٹیٹیوٹ جو کلکتہ میں تعمیر ہو رہی ہے۔ وہ بطرز تاج آگرہ ہو مگر اُن کی نہیں چلی کہ لارڈ کرزن صاحب بہادر نے جو یوں تو صنادید قدیم کے بڑے سرپرست تھے پسند نہیں کیا کہ یورپین شہر میں ہندی وضع کی عمارت تعمیر ہو۔

شکر خدا یہ پابندی دہلی میں نہ ہوگی۔ جہاں اُمید کی جاتی ہے کہ اس قطع اور وضع کی عمارات ہونگی۔ جو سالہا سال کی محنت اور مشقت کے بعد ہندو اور مسلمان ماہران فن نے قرار دیا جو ماہران فن اب مفقود ہو رہے ہیں مگر تھوڑی سی حوصلہ افزائی سے وہ پھر پیدا ہونگے۔ اور اپنی قابلیت کے جوہر دکھلا دینگے۔ لکھنؤ میں میڈیکل کالج کا نقشہ سر کرنٹین جیکب نے ہندوستانی صناعوں کی مدد سے تیار کیا تھا۔ اور آج میڈیکل کالج کی عمارت تمام انگریزی عمارات سے خوشنما معلوم ہوتی ہے۔ جوڈیشل کمشنر کی عدالت جہاں چھتر منزل کیا لال بارہ دری کے سامنے ہیچ معلوم ہوتی ہے۔ وہاں میڈیکل کالج کی عمارت چھتر منزل کا مقابلہ کریگی۔ ملک معظم کا یہ ارشاد کہ دہلی میں عمارات سرکاری قدیم عمارات کی خوبصورتی کا خیال رکھکر تعمیر ہوں پر از معنے ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ افسران صیغہ تعمیرات جنکے سپرد تعمیرات کا کام ہوگا۔ وہ اس ارشاد کی نقطہ بنقطہ تعمیل کرینگے۔ (ن)

میونسپلٹی پر ڈگری

سید مصطفےٰ حسین آگرہ کے مشہور رئیس اور زمیندار ہیں۔ اور ان کا مکان محلہ شاہ گنج میں ہے۔ اُن کو شکایت تھی کہ ٹیکس آب رسانی جو اُن سے وصول کیا جاتا ہے۔ اس تناسب سے پانی نہیں ملتا۔ اور اس بارہ میں اُنہوں نے بارہا حکام میونسپلٹی کو تحریر کیا۔ مگر اُن کی شکایت پر کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ لیکن میونسپلٹی کی طرف سے ٹیکس برابر وصول ہوتا رہا۔ آخر کار رئیس مذکور کو انصاف کے لئے عدالت کی طرف رجوع کرنا پڑا جہاں میونسپل سکرٹری صاحب نے تسلیم کیا کہ مدعی کی طرف سے شکایات مزید موصول ہوئیں لیکن وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اُن کی شکایات کی تلافی ہوئی یا نہیں۔ (یعنی اُن کو ٹیکس کے مطابق پانی مہیا کرنے کا بندوبست کیا گیا یا نہیں) روپیہ ٹیکس پورا وصول ہوتا رہا۔

عدالت نے مقدمہ کا فیصلہ معہ خرچہ مدعی کے

حق میں کیا۔ اُمید ہے کہ یہ فیصلہ تمام میونسپلیٹیوں کے لئے سبق کا کام دیگا۔ اور وہ کسی ٹیکس کی وصولیت پر زور دینے سے پہلے سوچ لیا کرینگی۔ کہ آیا اُن وصول کرنیکا حق بھی ہے یا نہیں۔

وکیلوں کی تعداد محدود کردی گئی

اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ چیف کورٹ پنجاب میں نئے وکیلوں کی تعداد پر حد لگانا چاہتی ہے۔ چنانچہ اب اس امر کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ کیونکہ جوچٹھی اسسٹنٹ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے پرنسپل لا کالج لاہور کی طرف بھیجی ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہو کہ ہر سال ضرورت کے مطابق وکلا کو پریکٹیس کی اجازت دی جایا کریگی چنانچہ ۱۹۱۲ء کے لئے صرف تیس وکیل لئے جاوینگے۔ اور وہ پانیل شدگان میں سے سب سے پہلے تیس ہونگے۔ اسی سال سے مختار کلاس بالکل آزاد کی جاویگی۔ اس تجویز کے حق میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک سوال ضروری طور پر پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ ہندوستانی نوجوانوں کے لئے روزگار کا کونسا ذریعہ ہوگا۔ گورنمنٹ کی آسامیاں تو اُن کے لئے پہلے ہی محدود ہیں۔ وکالت کی طرف وہ جا سکتے تھے سو اس کا بھی رستہ مسدود ہوگیا۔ دیکھیں اب کونسا رستہ نکلتا ہے۔ (پرکاش)

---

۱۷ دسمبر کو درنہ میں سخت لڑائی واقعہ ہوئی۔ کیونکہ دو ہزار ترکوں نے اطالین فوجوں پر جو اپنی حفاظت کے لئے دمدمے بنا رہے تھے دو الگ الگ حملے کئے۔ اطالیوں کے تین آدمی مقتول اور ۳۹ مجروح ہوئے اور وہ اسوقت تک ترکوں کو پیچھے ہٹانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ جب تک اُنہوں نے کئی بار مدد منگائی۔

رسید زر

پادری پی نثار علی ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری جی ایچ وٹسن ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر ایم مسیح ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری گلمورین مل ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری پی ڈیبر ۳ کاپی ۱۹۱۲ء صعہ۔ پادری پارس ناتھ ۱۹۱۲ء عہ۔ مس ایگم وائیلی ۱۹۱۲ء عہ۔ مسز اے ایس ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر ڈی ایم تھانیل ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر حنیف اللہ ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر پی بخار نبی ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر کیشبا دت ۱۹۱۲ء ۴ ماہ صہ۔ ڈاکٹر ایس وٹسن ۱۹۱۲ء عہ۔ مس تھانیل واسطے مکھن چند ۱۹۱۲ء عہ۔ مستری ہیرا لعل ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر دیوا لعل ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر الکوٹ ۱۹۱۲ء عہ۔ ڈاکٹر ٹی نحمیا تقیایا ۸ر ڈاکٹر بزرگوار خاں ۲ کاپی ۱۹۱۲ء صہ۔ مسٹر کے جی سٹرج ۱۹۱۲ء عہ۔ سکرٹری مشن سکول گرج ۱۹۱۱ء و ۱۹۱۲ء صہ۔ پادری احمد شاہ ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر جے ارمل ۱۹۱۲ء عہ۔ بابو دین سنگھ ۱۹۱۲ء عہ۔ سکرٹری سی ایم ایس (لا) ۱۹۱۲ء عہ۔ مسز آئی ڈیوڈ واسطے چار ماہ ۱۹۱۲ء صہ۔ پادری اے جی جی کوئی تقیایا ۱۹۱۱ء للعہ۔ پادری پی سی اڈیل ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری بھاگی رام ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر ظہور مسیح ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر جے ایڈیلکن ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر الیاس داس رتنا ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری جے بی فرنک ۱۹۱۲ء عہ۔ مسٹر جے بی این جیمس ۱۹۱۲ء عہ۔ بابو امرداس ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری آگیا مسیح ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری کے ایل چیٹرجی ۱۹۱۲ء عہ۔ ڈاکٹر ایف ڈی ٹملس ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری جے ایم دین ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری پی ایم زنگ ۱۹۱۲ء عہ۔ پادری ایچ سی ویٹی معہ تقیایا ۱۹۱۲ء صہ۔ مسٹر ایم الیعزر ۱۹۱۲ء عہ۔ مسز جی بی گسالومن ۱۹۱۲ء عہ۔ سپرنٹنڈنٹ گرلس سکول (رس) ۱۹۱۲ء عہ۔ سپرنٹنڈنٹ کرسچن ٹریننگ سکول (رس) ۱۹۱۲ء عہ۔ ڈاکٹر اے لینکاسٹر ۱۹۱۲ء عہ۔ لالہ درگا داس ۱۹۱۲ء عہ۔ (باقی آئندہ)

پچیس برس کی پرانی اور جہان مشہور دوکان
فقط تھوڑے عرصے کے لئے بھاؤ گھٹادیا ہے

جیبی گھڑیاں

میٹل پرنچاط واچ قیمت ے
میٹل سورج واچ قیمت للعہ گارنٹی ۲ برس
میٹل سیسی پی واچ قیمت صر گارنٹی ۳ برس
میٹل پروانز رواچ - قیمت ہے گارنٹی ۵ برس
میٹل برالیمورواچ قیمت سعہ گارنٹی ۵ برس
یہ گھڑیاں موگرے کی چابی والی اور دکھاوے میں نہایت خوبصورت ہیں۔
میٹل ۸ دن کی چابی کی جیبی گھڑی قیمت سعہ
چاندی کی ۸ دن کی چابی کی جیبی گھڑی قیمت لعہ
ان کے علاوہ ٹائم پیس عہ سے لیکر ۲۵ تک کی قیمت کے ہیں۔
چاندی نکل سونا ہر ایک سائز کی جیبی گھڑی ےسے لیکر ۲۵ تک اور دیوار پر لگانے کے کلاک اور میٹھیک کلاک صہ سے لیکر ۹۰ تک ملیں گے۔
زیادہ کیفیت کے لئے فہرست باتصویر مفت بھیجی جاتی ہے۔
مال بذریعہ وی پی روانہ کیا جاتا ہے بیوپاریوں کو پورا کمیشن دیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ چنی لال چھگن لال

بمقام ۲۸۹ عبدالرحمان اسٹریٹ بمبئی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور ہر قسم علاج کر کے تنگ آگئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں اس میں چند فایدے لاجواب ہیں یہ میلیریا کیڑے کو مار دیتی ہے اسکی چار پانچ خوراک پینے سے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے اور تلی گھٹ جاتی ہے قیمت شیشی کلان ۱ محصول ۸ر شیشی خورد ۸ محصولڈاک ۵ ۵ روشیشہ ...

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے داد اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۳ر محصولڈاک ایک ڈبیہ سے ڈبیہ تک ۵ر اور بارہ ڈبیہ تک ۸ر فرمائش کیساتھ اخبار کا حوالہ ضرور دیں
ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

سی بی بی ہائی اسکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۸۶ء
پر فضا محل وقوع
مستند اُستادان۔
تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ
حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلباء داخل ہو سکتے ہیں

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ صر اگر دو طالب ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ ۳ر یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں کرنٹ رول رکیرم وغیرہ دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے قیمت رکنٹ رول عے سے آ سعہ کر دول لعہ۔ مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب سکول ہذا سے خط و کتابت کریں۔

پریسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے۔ اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وہ سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۱ برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آچکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۴۲ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے اور نئے پراسپیکٹس - اُردو وانگریزی مینیجنگ ڈائرکٹر پادری والر بے کلارک ایم - اے نولکھا لاہور لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک
ہندوستان و پنجاب عہ ۔۔ پیشگی عہ آٹھ
ہندوستان و پنجاب ۔۔ مابعد ہے
غیر ممالک سے ہے

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	ے
چوتھائی کالم	صہ	ے	اور عہ
نصف کالم	ہے	للعہ	رعہ
پورا کالم	للعہ	رعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	۹	۱

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جاویگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نورافشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام داؤکی براورز چھپا۔